إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

17/1

جاری کردہ بحکم
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور پاکستان

زیرِ نگرانی: قائد جمعیۃ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود

17/1

حُسن و جمال کی جستجو

"حج اور اس کے اعمال و اشغال کے تجزیہ و تحلیل ہی سے نہیں بلکہ خود قرآنی الفاظ کے اشاروں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ فطرتِ انسانی میں حسن و جمال کی جستجو و تلاش کا جو جبلّی جذبہ ہے اسی جذبہ کے صحیح استعمال کی راہ حج کے ذریعہ کھولی گئی ہے اسی حسن و جمال کے لازوال سرچشمے سے ربط قائم کرنے کی یہ حکیمانہ تدبیر ہے"

اقتباس — "حج کیا ہے" — ؟
از مولانا مناظر احسن گیلانی
ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ۔ ذی الحجہ ۷۶ھ

قربانی

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ
اور ہم نے ہر اُمت کے لئے قربانی مقرر کی کہ وہ ان چوپاؤں پر اللہ کا
عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ
نام لیں جو ان کو اس نے دیئے ہیں پس تمہارا رب
وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ (سورۃ الحج)
ایک ہی ہے اسی کے مطیع رہو اور خوشخبری سنا دو
سر جھکانے والوں کو

ایڈیٹر: زاہد الراشدی

یکے از مطبوعات
کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
چوک رنگ محل لاہور

فی شمارہ ۵۰ پیسے

احکام ومسائل

از دار الافتاء دار العلوم دیوبند

احکام عیدالاضحیٰ

(۱) بقر عید کی نماز بھی مثل نماز عیدالفطر کے واجب ہے اور ترکیب اس نماز کی وہی ہے جو نماز عیدالفطر کی یعنی بعد تکبیر اولیٰ وثناء اللہ اکبر کہتے ہوئے تین بار رفع یدین کریں یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھائیں۔ پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر امام فاتحہ و سورت پڑھے مقتدی خاموش رہیں۔ دوسری رکعت میں بعد فاتحہ و سورہ رفع یدین کے ساتھ تین بار تکبیر کہیں اور ہر بار ہاتھ اٹھا کر چھوڑتے جائیں اور چوتھی تکبیر پر رکوع کریں۔ اور وقت اس کا آفتاب بلند ہونے کے بعد سے زوال سے پہلے تک ہے، اور جلد پڑھنا اس نماز کا مستحب ہے تاکہ اس کے بعد قربانی کرنے میں مصروف ہوں۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ جس میں قربانی اور تکبیرات تشریق کے احکام بتلائے اس نماز کے لئے بھی باہر عید گاہ میں جانا سنتِ مؤکدہ ہے۔ راستہ میں بلند آواز سے تکبیر پڑھتا رہے اور دوسرے راستہ سے واپس ہو، تاکہ دونوں راستے گواہی دیں۔

(۲) بقر عید کی نماز سے پہلے کچھ کھانا اچھا نہیں۔ اگرچہ حرام بھی نہیں بہتر یہ ہے کہ بعد نماز کے قربانی میں سے کھائے۔

(۳) تکبیر تشریق ایک دفعہ ہر ایک نماز فرض کے بعد مرد کے لئے جہراً کہنا واجب ہے۔ امام اور مقتدی اور منفرد، عورت و مرد سب ایک بار اس طرح تکبیر کہیں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر للہ الحمد۔ نویں ذی الحجہ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک

قربانی کے احکام

(۴) ہر مسلمان آزاد مقیم جو کہ ضروریات زندگی کے علاوہ مقدار نصاب یعنی ۷ ½ تولہ سونا یا ۵۲ ½ تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ قربانی میں بکرا یا بھیڑ یا دُنبہ یا ساتواں حصہ اونٹ گائے، بیل، بھینس کا ایک آدمی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ جن جانوروں میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں وہ سات سے کم تعداد کے لئے بھی جائز ہیں۔

بکرا ایک سال کا ہونا چاہیئے اور بھیڑ دنبہ اگر موٹا ہو اور چھ ماہ سے زائد کا ہو تو ہو سکتا ہے۔ اونٹ پانچ سال کا ہونا چاہیئے۔ باقی بڑے جانور دو سال کے ہوں۔ نر و مادہ دونوں کی قربانی جائز ہے۔

(۵) قربانی کا گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم نہ کریں لیکن اگر کسی طرف پائے کھال بھی لگا دیئے جائیں تو اندازہ سے بھی تقسیم کرنا درست ہے۔

(۶) شہر والے قربانی بعد نماز کے کریں اور اگر کسی عذر سے اس دن نماز ادا نہ ہوئی تو جس وقت نماز کا وقت گذر جائے تو اس وقت قربانی کرنا درست ہے۔ یعنی بعد زوال کے۔ اور دوسرے تیسرے دن نماز سے پہلے بھی قربانی درست ہے۔ یعنی اگر نماز بقر عید کسی عذر سے قضا ہو گئی تو اگلے دن نماز سے پہلے بھی قربانی جائز ہے۔ اسی طرح بارھویں تاریخ کو بھی۔ اور گاؤں والوں کو دسویں تاریخ کی صبح صادق ہونے کے بعد بھی قربانی کرنا درست ہے۔

(۷) قربانی کے تین دن ہیں، دسویں، گیارہویں، بارھویں ذی الحجہ کی مگر پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے، پھر دوسرے دن، پھر تیسرے دن اور تیسرے دن غروب آفتاب سے پہلے قربانی ہو سکتی ہے۔

(۸) رات کو قربانی کرنا جائز ہے۔ پسندیدہ اور بہتر نہیں

(۹) اپنی قربانی کو خود ذبح کرنا بہتر ہے، اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرانے کے وقت خود وہاں کھڑا ہونا بہتر ہے

(۱۰) قربانی کے وقت کوئی نیت زبان سے پڑھنا ضروری نہیں اگر صرف دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں کہا۔ صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تب بھی قربانی درست ہے۔ لیکن اگر دعائے ماثورہ جو آگے آتی ہے پڑھے گا تو بہتر ہے اور ثواب زیادہ ہے۔

(۱۱) جب قربانی کو قبلہ رخ لٹائے تو یہ دعا پڑھے: اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(۱۲) ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

(۱۳) بہتر یہ ہے کہ قربانی کا گوشت ایک تہائی غرباء و مساکین پر صدقہ کرے، ایک تہائی اپنے دوستوں کو دے اور ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے رکھ لے۔ لیکن جس شخص کا کنبہ بہت ہو یا کوئی ضرورت ہو تو تمام گوشت خود خرچ کر سکتا ہے البتہ فروخت کرنا منع ہے۔

(۱۴) جس شخص کے ذمہ قربانی واجب نہ تھی مگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور قربانی کا خریدا۔ تو اس کے ذمہ اس کا قربانی کرنا واجب ہو گیا اس کو فروخت نہیں کر سکتا۔ اگر قربانی کے دن گذر گئے اور اس نے اس جانور کو ذبح نہ کیا تو زندہ کو اللہ واسطے محتاجوں کو دے دینا چاہیئے۔ غنی اور نذر کرنے والے کا بھی یہی حکم ہے

(۱۵) جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی کے دن گذر جائیں اور وہ قربانی نہ کرے تو اس کے ذمہ قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔

(۱۶) جس جانور کے سینگ پیدائشی نہ ہوں اس کی قربانی درست ہے اگر بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو تب بھی قربانی درست ہے۔ اگر جڑ سے اکھڑ گیا ہو تو درست نہیں اور بدھیا کی قربانی بھی درست ہے خواہ مل کر بدھیا کیا گیا ہو یا نکال کر، اندھے اور کانے کی قربانی درست نہیں اور ایسے دبلے جانور کی بھی درست نہیں جس میں مغز نہ رہا ہو اور نہ ایسے لنگڑے کی جو مذبح تک نہ جا سکے اور نہ ایسے جانور کی جس کی بیماری ظاہر ہو، اور نہ ایسے جانور کی جس کا تہائی سے زیادہ کان کٹا ہوا ہو، یا تہائی سے زیادہ دم کٹی ہوئی ہو اور نہ اس جانور کی جس کے دانت نہ ہوں البتہ اگر تھوڑے سے گر گئے ہوں اور زیادہ باقی رہ گئے ہوں تو جائز ہے۔

(۱۷) چرم قربانی کو بدوں فروخت کرنے کے اپنے کام میں لا سکتا ہے یعنی ڈول وغیرہ اس سے بنا سکتا ہے۔ خود اس کو فروخت نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر فروخت کر دیا تو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قصاب کی اُجرت قربانی میں سے دینا جائز نہیں اور عالمگیریہ میں ایک روایت ہے کہ چرم قربانی کا صدقہ کرنے کے لئے فروخت کرنا درست ہے۔

باقی ص ۱۴ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مدیر
زاہد الراشدی

جلد ۱۷	جمعہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۷۴ء قیمت ۵۰ پیسے	شمارہ ۱

قربانی ــــــــ سنتِ ابراہیمیؑ

قائدِ جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر قوم کے نام اپنے پیغام میں بجا طور پر فرمایا ہے کہ "حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو تازہ کرتے ہوئے ہمیں قومی و دینی معاملات میں ان کے عظیم جذبۂ ایثار و قربانی کو مشعل راہ بنانا چاہیئے کیونکہ قربانی اور ایثار کے عظیم جذبہ کے ذریعہ ہی ہم دین و ملت کی عظمتِ رفتہ کو بحال کر سکتے ہیں"۔

قربانی در اصل سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عظیم سنت کی یاد ہے جب اللہ رب العزت نے آپ کو حکم دیا کہ اپنی عزیز ترین متاع، لختِ جگر اور نورِ نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو میرے نام پر ذبح کر دو۔ پھر دونوں باپ بیٹا اللہ تعالےٰ کی رضا اور حکم کے سامنے جھک گئے اور چشم فلک نے یہ منظر دیکھا کہ بوڑھے باپ نے نوجوان بیٹے کو زمین پر لٹا رکھا ہے۔ باپ کے ہاتھ میں چھری ہے اور وہ آنکھیں باندھے ہوئے بیٹے کے گلے پر چھری چلا رہا ہے۔ بیٹا خوش ہے کہ اللہ کی راہ میں ذبح ہو رہا ہوں اور باپ بھی راضی ہے کہ اپنے بڑھاپے کی سب سے قیمتی دولت کو مولا کی درگاہ میں پیش کر رہا ہوں۔

اللہ اللہ کیسا سہانا منظر ہوگا جب غیب سے ندا آئی "ابراہیمؑ آپ نے خواب پورا کر دیا"۔ اب چھری بیٹے کی گردن سے اٹھا لو آپ اس امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ کو یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ قیامت تک اس سنت کو زندہ و تابندہ کر دیا، کروڑوں مسلمان ہر سال اس "ذبح عظیم" کی یاد تازہ کرتے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہیگا۔

ابراہیم علیہ السلام کی یہ عظیم سنت ہر سال ہم کو یہ بھولا ہوا سبق یاد دلاتی ہے کہ اگر خدا کی دوستی چاہتے ہو تو ہر چیز کو اس کی رضا پر قربان کر دینے کے لئے تیار رہو، اگر دنیاوی اسباب کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کی خصوصی نصرت کے طلبگار ہو تو ایثار و قربانی اور اطاعت و وفا کی کٹھن راہوں پر گامزن ہو جاؤ اور اگر اللہ رب العزت کی بے پایاں خصوصی رحمتوں کے متمنی ہو تو اس کے ہر حکم اور ہر اشارہ پر سر تسلیم خم کر دو

قربانی محض ایک رسم نہیں کہ جانور خریدا اور ذبح کر دیا، یہ عبادت ہے، اس میں ایک عظیم سبق ہے جسے ہم بھول چکے ہیں اور اس سبق کو بھولنے کا ہی نتیجہ ہے کہ آج ہم دنیا میں عظیم قوت ہوتے ہوئے بھی ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گئے ہیں۔

آج ہمارے پاس کونسی چیز نہیں؟ افرادی قوت بھی موجود ہے وسائل بھی میسر ہیں، دولت کی بھی کمی نہیں، ارباب فہم و دانش بھی موجود ہیں۔ پھر ہم کیوں سرگرداں ہیں؟ ہمیں اپنا راستہ اور منزل کیوں دکھائی نہیں دیتی؟ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر سر جھکانے اور دین و ملت کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے کی ادا بھلا دی ہے۔ آج بھی ہم اطاعت خداوندی اور ایثار و قربانی کا راستہ اختیار کر لیں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت آگے بڑھ کر قدم چومے گی۔

سنتِ ابراہیمیؑ ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے اجتماعی و انفرادی طرز زندگی پر نظر ثانی کریں۔ اپنی خواہشات اور چھوٹے تقاضوں کی بجائے اللہ تعالےٰ کی رضا اور ملت کے اجتماعی مفاد کو اپنے فیصلوں کا معیار بنائیں اور دین اسلام اور ملت اسلامیہ کی سربلندی اور مفاد کی خاطر کسی بھی قربانی سے گریز نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت کو صحیح معنوں میں زندہ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور کی جماعتی احباب سے خصوصی اپیل

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور مہنگائی کے اس دور میں سخت مالی مشکلات سے دوچار ہے۔ اگر اس وقت بھی اس کے بقاء و تحفظ کی طرف خصوصی توجہ نہ دی گئی تو خدشہ ہے کہ کہیں جماعتی پالیسی اور مشن کا یہ واحد ترجمان خودکشی پر مجبور نہ ہو جائے۔ اس لئے جمعیۃ کے تمام احباب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ادارہ ترجمان اسلام کو مالی لحاظ سے مستحکم کرنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں، تاکہ آپ کا یہ پرچہ دنیائے صحافت میں اپنا صحیح مقام حاصل کرنے کی دوڑ میں محض وسائل کی کمی کے باعث پیچھے نہ رہ جائے۔

عیدالاضحیٰ کے بعد ادارہ ترجمان اسلام کے ارکان ایجنٹ حضرات سے بقایا جات اور احباب سے ادارہ کے لئے خصوصی عطیات کی وصولی نیز مستقل اشتہارات کی فراہمی کی غرض سے ملک بھر کا دورہ کریں گے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے تمام کارکنوں کا فرض ہے کہ وہ ان نمائندگان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں اور اپنے طور پر بھی ترجمان اسلام کی خصوصی امداد کے لئے جدوجہد فرمائیں۔

منجانب (جانشین شیخ التفسیرؒ مولانا) عبید اللہ انور سرپرست ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

مظفر آباد

طوفانی سیاست کی زد میں

از
جناب اشفاق احمد ہاشمی

ان دنوں آزاد کشمیر کا خوبصورت اور بارونق دارالحکومت مظفر آباد جو دریائے جہلم اور دریائے نیلم کے سنگم پر واقع ہے ہنگامی اور طوفانی سیاست کا مرکز بنا ہوا ہے۔ کسی دارالحکومت میں سیاسی تبدیلیاں اور ہنگامے کوئی محیرالعقول بات نہیں سمجھی جاتی۔ ویسے بھی مظفر آباد اور کشمیر کے لوگ سیاسی نقطۂ نظر کے اعتبار سے بہت فارورڈ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کے دورۂ آزاد کشمیر پر وہاں کے لوگوں نے کسی فوری ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ جبکہ وزیر اعظم نے بعض ایسے مسئلوں پر لب کشائی کی تھی جن کا تعلق براہ راست مسئلہ کشمیر سے ہے۔ مثلاً کشمیر کی انتظامی حیثیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کشمیر کو صوبائی درجہ دینے کی پیشکش کی تھی۔ یہ ایک ایسا احمقانہ اقدام تھا جس کی آج تک بھارت کو بھی جرأت نہیں ہو سکی جو کشمیر کو بھارت کا اٹوٹ انگ کہتا چلا آ رہا ہے اور یہ کہ یہ کشمیر کی تقسیم کو جائز تسلیم کرنا تھا۔ کشمیری عوام نے اس مسئلہ کی نزاکت اور اس کے تباہ کن عواقب کو محسوس کرنے کے باوجود کسی فوری ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ دراصل وزیر اعظم کی طرف سے آزاد کشمیر کو صوبائی درجہ دینے کی پیشکش اس طرز فکر اور اس رجحان کی عکاسی تھی جس کا آزاد کشمیر کا اقتدار سے محروم ایک مختصر سا گروہ جو خود کو آزاد کشمیر پیپلز پارٹی کے نام موسوم کرتا ہے حامل رہا ہے۔ آزاد کشمیر کو صوبائی درجہ دلانے کے حامی بھی صرف سردار قیوم کے الحاق پاکستان کے نعرہ کی طرح پاکستانی عوام اور قائدین کی آنکھوں میں دھول جھونک کر لیلائے اقتدار سے جلد از جلد ہم آغوش ہونا چاہتے ہیں۔

وزیر اعظم کے دورۂ آزاد کشمیر سے آزاد کشمیر پیپلز پارٹی کو سیاسی استحکام حاصل ہوا ہے۔ گو یہ جماعت اب بھی ایک عوامی جماعت کے روپ میں سامنے نہیں آ سکی تاہم بعض اہم شخصیتوں اور حکمران مسلم کانفرنس کے مفاد پرست لیڈروں کی پیپلز پارٹی میں شمولیت سے اس کی ساکھ بحال ہو رہی ہے۔ گذشتہ دنوں مسلم کانفرنس کے ایک لیڈر اور آزاد کشمیر کے سابق صدر عبدالحمید خاں نے پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کیا۔ حمید خاں صاحب پاکستان کے وزیر داخلہ خان قیوم کے برادر ہیں۔ جس کی بدعہدی، منتقمانہ مزاج اور بے اصولی سیاست سے کون واقف نہیں مگر خان حمید صاحب ایک شریف النفس اور سادے مسلمان تھے۔ ممکن ہے برادر موصوف جو آج کل پیپلز پارٹی کے ہم مشرب و ہم پیالہ ہیں کے مشورے پر خان صاحب نے پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کر لی ہو۔ ابھی کچھ ہی روز قبل یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ خان موصوف کو آزاد کشمیر پبلک سروس کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا گیا ہے۔ مگر سردار قیوم کی راجدھانی میں تقرریوں اور تبادلوں کو کسی بھی وقت بدلا جا سکتا۔ یہ بڑی دلخراش حقیقت ہے کہ مسلم کانفرنس کی قیادت کی نااہلی کی وجہ سے عوام نے جو توقعات ان سے وابستہ کی تھیں اور جن مقاصد کے لئے ان کو منتخب کیا تھا وہ پورے نہ ہو سکے۔ سردار قیوم نے کشمیر کی آزادی کے لئے تحریک المجاہد کے قیام کا اعلان کیا اور اس کے لئے ہزاروں، لاکھوں روپے کے فنڈز جمع کئے۔ مگر وہ کوئی ٹھوس عملی شکل اختیار نہ کر پائی بلکہ ایک ڈھونگ ثابت ہوا۔ اس طرح سردار صاحب کے "حکومت الٰہیہ کے قیام کے علمبردار تھے" دور حکومت میں خویش و اقربا پروری کی وہ مثالیں قائم ہوئیں جس کی پہلے نظیر نہیں ملتی، سیاسی رشوتوں اور نوازشوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

الحاق پاکستان کے نعرے کی آڑ میں علاقائی، لسانی قبائلی، مہاجر و مقامی کے غیر اسلامی امتیاز قائم کرنے شروع کر دیئے گئے۔ المجاہد فنڈز کے بارے میں اعتراضات کے جواب نہ بن سکے۔ اسلامی کمیشن کی سفارشات کو کوئی عملی شکل نہ دی گئی۔

احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد کا جو حشر ہوا وہ عوام کے سامنے ہے مسلم کانفرنس کے حکمران کی ان تمام خوبیوں کو سامنے رکھنے کے بعد مخلص اور مسلمان کارکنوں کا جماعتی سیاست سے الگ ہو جانا قرین قیاس ہے سردار قیوم کی خود سریوں اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے اس سے پیشتر ہی مسلم کانفرنس کے سینکڑوں مخلص کارکن اپنی جماعتی سرگرمیاں معطل کر چکے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ سردار صاحب کی اپنی ناکامیوں اور غلطیوں سے بیزار ہو کر خان حمید صاحب نے مسلم کانفرنس سے علیحدگی اختیار کر لی ہو۔ لیکن خان صاحب نے ابن الوقتوں کی جماعت میں شمولیت اختیار کر لی ہے ہماری دیانتدارانہ رائے میں خان صاحب غلط گاڑی میں سوار ہو گئے ہیں۔ انہیں کم از کم یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ جو پیپلز پارٹی لاہور اور راولپنڈی کو کچھ نہیں دے سکی۔ وہ میر پور اور مظفر آباد کو کیا دے گی۔

گذشتہ ہفتے آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان نے ایک آرڈیننس جاری کیا۔ جس کے ذریعے آزاد کشمیر میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کو موثر بنا دیا گیا اور ممبران اسمبلی کے پارٹی بدلنے پر پابندی لگا دی گئی۔ اس سے قبل آزاد کشمیر میں اس قسم کا کوئی قانون نہ تھا۔ جس کی وجہ سے مسلم کانفرنس کے کئی باغی ممبروں نے پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کر کے اسمبلی میں پیپلز پارٹی کا گروپ قائم کر دیا تھا۔ دنیا کے اکثر جمہوری ممالک میں منتخب ارکان ذاتی منفعت اور لالچ سے بلند رہ کر اپنے ائے دہندگان کا خیال رکھتے ہیں۔ ویسے بھی اصول یہی ہونا چاہیئے کہ جس پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوں اس کے بنچوں پر بیٹھنا چاہیئے اور وہاں سے ہی اپنی جماعت اور حکومت سے اختلاف کیا جائے۔ سردار صاحب نے غالباً اس ڈر سے یہ آرڈیننس جاری کیا ہے کہ ان کی جماعت کے مزید کچھ ارکان جماعت سے وفاداریاں بدلنے کی سوچ رہے ہیں۔ قانوناً ایسا کرنے کی بجائے سردار صاحب کو اپنے کردار پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔

آہ — مولانا محمد یوسف الحسینی رح

جماعتی حلقہ میں یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ لائلپور کے بزرگ عالم دین اور جمعیۃ علماء اسلام کے ضلعی امیر حضرت مولانا محمد یوسف الحسینی ۲۷ر دسمبر کو صبح اذان فجر کے وقت عالم فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت شیخ الاسلام مدنی رح سے بیعت تھے۔ آپ نے ساری عمر دین حق کی بے لوث خدمت اور اکابر کے مشن کی تکمیل کے لئے مخلصانہ جدوجہد میں گذار دی۔

آپ کے وصال کی خبر سارے شہر میں آناً فاناً پھیل گئی اور دینی و جماعتی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ عصر کی نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا تاج محمود صاحب مدیر لولاک لائلپور نے پڑھائی۔ جس میں ممتاز علماء اور جماعتی کارکنوں کے علاوہ ہزاروں شہریوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کو بڑے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نے مفتی صاحب مرحوم کی شاندار دینی و اصلاحی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ایک مشفق بزرگ اور ہم ایک مخلص ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں۔ آپ نے کہا مفتی صاحب مرحوم کی بے لوث خدمات استقامت اور اکابر کے ساتھ والہانہ عشق جماعتی کارکنوں کے لئے مشعل راہ ہے اور ان کی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

ادارہ ترجمان اسلام اس عظیم صدمہ میں کارکنان جمعیۃ ضلع لائلپور اور حضرت مفتی صاحب مرحوم کے صاحبزادگان جناب مولانا محمد زبیر الحسینی، جناب حافظ محمد زہیر الحسینی، مولانا محمد عمیر الحسینی و دیگر پسماندگان کے ساتھ برابر کے شریک ہے۔ اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کے درجات لحظہ بہ لحظہ بلند فرمائے اور صاحبزادگان کو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین حق کی بے لوث خدمت کی توفیق دے۔ ادارہ ترجمان اسلام آئندہ شمارہ میں حضرت مفتی صاحب مرحوم کے حالات زندگی پر ایک خصوصی ضمیمہ پیش کر رہا ہے۔

(ادارہ)

ثقافت کے نام پر فحاشی

قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کی قرارداد

(قسط ۲)

مولانا عبدالحق مدظلہ کی تقریر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک قرارداد کی مخالفت اور موافقت میں تقریریں ہوئیں جس کا اختصار ہم بعض اخبارات روزنامہ اعلان کراچی یکم دسمبر، نوائے وقت پنڈی ۳۰ نومبر، حریت کراچی یکم دسمبر، روزنامہ جمہور لاہور یکم دسمبر، جنگ راولپنڈی ۳۰ نومبر، پاکستان ۳۰ نومبر سے نقل کر رہے ہیں۔

قرارداد کی پرزور تائید اور موافقت کرتے ہوئے مولانا مفتی محمود صاحب نے کہا کہ آئین میں قرارداد میں موجود تمام باتوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس لئے قرارداد قبول کی جائے۔ انہوں نے دکھ کا اظہار کیا کہ یہ لوگ اسلام کے نام پر منتخب ہو کر آئے۔ مگر اسلام کے نام پر ووٹ دینے کو تیار نہیں۔ یہ نفاق اور دوغلی پالیسی ہے، جو اسلام، جمہوریت اور سوشلزم سب وعدوں کے بارہ میں اختیار کی جا رہی ہے۔ جمعیۃ علماء پاکستان کے مولانا مصطفی الازہری نے کہا کہ ماضی میں مسلمان ہندوؤں کے اثر میں آکر مخش کو اپنانے سے تباہ ہوا۔ اس طرح ثقافتی طائفوں سے بھاری زرمبادلہ ضائع کیا جا رہا ہے

جماعت اسلامی کے صاحبزادہ صفی اللہ نے کہا کہ پاکستان میں ثقافت کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ دشمن کے اس مشن کا حصہ ہے کہ اسلام کو ختم کرنے کے لئے فحاشی پھیلائی جائے۔

مولانا عبدالحکیم نے کہا کہ اسلام نے قدم قدم پر بے حیائی کی مخالفت کی ہے۔ کھیل کود کے انتظامات حیا کو قائم رکھ کر اپنائے جا سکتے ہیں۔ اگر ناچنے والی بچیاں خاں کو تباہ کر سکتی ہیں تو اس کا تدارک کیوں نہیں کیا جاتا ملک کی اقتصادی ترقی کے لئے بھی مولانا عبدالحق کی قرارداد کو قبول کرنا چاہیئے۔ سرکاری پارٹی کے صنم خانہ میں اذان دینے والے صرف ایک ممبر چوہدری غلام رسول تارڑ تھے جنہوں نے تائید کرتے ہوئے کہا کہ جب اسلامی نظریات کی حفاظت کی ضمانت آئین میں دی گئی ہے تو عریانی کو جنم دینے والے پروگراموں پر پابندی لگائی جائے۔

سرکاری پارٹی کی طرف سے وزیر قانون پیرزادہ صاحب نے قرارداد کی شدید مخالفت کی اور کہا کہ آئین یکی پالیسی کے اصولوں میں ایسی باتیں موجود ہیں اس قسم کی قراردادوں کا مقصد وقت ضائع کرنا ہے۔

پروفیسر غفور نے مولانا کی قرارداد میں یہ ترمیم پیش کی تھی کہ بیرون ملک جانے والے تمام وفود پر پابندی لگائی جائے کہ وہ دوسرے ممالک میں کسی قسم کے مخرب اخلاق شو میں حصہ نہ لیں اور اپنی روایات پر قائم رہیں

وزیر قانون نے اس ترمیم کی بھی شدید مخالفت کی اور کہا کہ شو دیکھنے سے قبل کیسے فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ پروگرام غیر اسلامی ہے اور کون فیصلہ کرے گا کہ کونسی چیز فحش ہے۔

ڈاکٹر محمد شفیع (پی پی پی) نے کہا۔ قرارداد میں رقص و موسیقی کی مذمت کی گئی ہے۔ مگر ہم قوالی کے خلاف نہیں۔ قومی ترانہ اور علامہ اقبال اور ظفر علی خاں کا کلام موسیقی میں ہوگا۔ تو اس کی مخالفت نہیں کی جائیگی انہوں نے کہا قرارداد کے محرک مولانا عبدالحق خٹک ڈانس کے کس طرح خلاف ہو سکتے ہیں۔

وزیر محنت رانا محمد حنیف نے مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ قرارداد میں راگ ناچ گانے پر پوری پابندی لگانے کا کہا گیا ہے جبکہ فحاشی پر پابندی موجود ہے خواہ اس پر عمل نہ بھی کیا جائے۔

اس مرحلہ پر عبدالحفیظ پیرزادہ نے مولانا عبدالحق سے استفسار کرنا چاہا کہ کیا وہ اصولاً ڈانس اور گانے کو قبول کرتے ہیں یا صرف فحش حصہ کے مخالف ہیں۔ مولانا ابھی جواب نہ دینے پائے تھے کہ مولانا مفتی محمود صاحب نے اٹھ کر اعتراض کیا کہ قرارداد کی عبارت بالکل واضح ہے اور ایسی باتوں کی آڑ میں پیچھا چھڑایا جا رہا ہے۔

مولانا نورانی نے اس مرحلہ پر ہونے والی نوک جھونک میں مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نائٹ کلبوں کو لائسنس دیئے جا رہے ہیں یا نہیں اس کی سرگرمیاں فحاشی کے ضمن میں آتی ہیں یا نہیں۔

صاحبزادہ صفی اللہ (ڈیمو) نے کہا کہ وزیر قانون اور وزیر محنت، مولانا عبدالحق صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کونسا ڈانس ناچ کا نا جائز ہے اور کونسا جائز۔ مگر شاید آپ کے پاس اسلامی ڈانس اور غیر اسلامی ڈانس کی تقسیم کرنے والے لوگ ہوں گے۔ جیسے اسلامی اور غیر اسلامی سوشلزم۔ ہمارے پاس اسلامی ڈانس ماننے والے لوگ نہیں۔

رانا محمد حنیف نے کہا۔ خٹک ڈانس تو آپ کے کلچر کا ایک حصہ ہے تو کہا گیا کہ پٹھانوں میں اور بھی اچھی صفات ہیں اسے بھی اپنایئے۔ ارکان میں یہ نوک جھونک جاری تھی کہ سپیکر نے اجلاس دوسرے دن تک ملتوی کر دیا

قرارداد پر ۶ دسمبر بروز جمعرات دوبارہ بحث شروع ہوئی تو مرکزی وزیر قانون پیرزادہ صاحب نے قرارداد کی مخالفت میں طویل تقریر کی اور کہا کہ ثقافتی سرگرمیوں سے کسی طرح فحاشی اور اخلاقی بے راہ روی کی حوصلہ افزائی نہیں ہو رہی۔ انہوں نے ثقافتی طائفوں کے تبادلوں کو بھی وقت کی ضرورت قرار دیا اور کہا، کہ دوستانہ مراسم کے لئے ایسا تبادلہ ضرورت بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ تمام سرگرمیاں تمام مسلم ممالک میں ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنے نقطہ نظر کی حمایت میں قرآن و حدیث کا حوالہ بھی دینا چاہا۔ عبداللہ یوسف علی کے انگریزی ترجمہ سے کچھ سنایا، امام بخاریؒ کا نام لیا گیا۔ ابوبکر صدیقؓ اور بعض دیگر صحابہ کا بھی نام لیا گیا۔ جس پر دوران تقریر غلط غلط کی آوازیں اپوزیشن کی طرف سے اٹھنے لگیں پیرزادہ صاحب نے کہا کہ اس طرح قراردادوں سے عوام کا استحصال مقصود ہے اور سیاسی فائدہ۔

انہوں نے کہا کہ سندھ کا جھومر ناچ، پنجاب میں بھنگڑا ناچ، سرحد میں خٹک ناچ، بلوچستان میں لیوا پاکستان کا ثقافتی ورثہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ ہر ایسی بات کو غیر اخلاقی ثابت کرتے ہیں جس کے وہ حق میں نہ ہوں کچھ تو پاکستان کے قیام کو اخلاقی برائی سمجھتے تھے، اور کچھ نے کفر کے فتوے لگائے۔ انہوں نے کہا۔ اگر یہ لوگ سنجیدہ ہیں تو قرارداد کے بجائے پرائیویٹ بل لایا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ ہر جمعہ کو ایسی قراردادیں لائی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ان لوگوں کے بس میں ہوتا تو وہ ۲ کروڑ مسلمانوں کو کافر بنا دیتے۔ وقت کے اختصار کے پیش نظر سپیکر نے دونوں طرف سے مزید تقاریر کا سلسلہ ختم کرتے ہوئے محرک قرارداد کو آخری جوابی تقریر کرنے کو کہا (جبکہ بیس منٹ تک اس تقریر کا آئینی حق محرک کو حاصل ہوتا ہے) مولانا عبدالحق کی تقریر کے بعد سپیکر نے ہاں اور نہیں کہنے کے ذریعہ رائے شماری کرائی۔ مگر محرک قرارداد اور دوسرے ارکان حزب اختلاف نے مطالبہ کیا کہ قرارداد پر واضح انداز میں رائے شماری کرائی جائے تاکہ مخالفت اور موافقت کرنے والے معلوم ہو سکیں۔ محمود علی قصوری، احمد رضا صاحب، جناب پیرزادہ صاحب اور سپیکر کا اس نقطہ پر بحث و مباحثہ ہو جانے کے بعد محرک قرارداد کے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے سپیکر نے دوبارہ ارکان کو کھڑا ہو کر واضح رائے دینے کا حکم دیا۔ باقاعدہ رائے شماری کے نتیجہ میں موجود ۱۲ ارکان نے حق میں اور اٹھائیس ارکان نے مخالفت میں ووٹ دیا۔ اور اس طرح سودی نظام کو ختم کرنے کے بعد یہ دوسری خالص اسلامی قرارداد تھی جو ایک اسلامی ریاست کے با اختیار ادارہ میں اس جرأت اور بے دردی سے مسترد ہو گئی۔ سرکاری بنچوں سے صرف راؤ خورشید علی نے ووٹ دیا۔ جبکہ مسلم لیگ (قیوم لیگ) اور کسی قبائلی ممبر نے بھی حق میں ووٹ نہ دیا۔

مولانا عبدالحق کی جوابی تقریر

محترم سپیکر صاحب! اس مسئلہ کو خواہ مخواہ سیاسی

رنگ دیا جا رہا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ میرا تعلق جمعیۃ علماء اسلام سے ہے۔ ہمارے بزرگوں نے انتخابات کے موقع پر جتنی تائید بھٹو صاحب اور پیپلز پارٹی کی ہے، اس سے اخبارات پُر ہیں۔ یہ ناانصافی ہوگی کہ ہم اس وقت آپ کی وجہ سے اوروں کی گالیاں سنتے رہے اور آج یہ لوگ بھی ہمیں گالیاں دے رہے ہیں۔ اکابر جمعیۃ علماء اسلام کے بیانات گواہ ہیں۔ انہوں نے کس کو کافر کہا تھا؟ آپ ہر موقع پر کفر کے فتویٰ کی آڑ میں تمام علماء کو نہیں ملامت کر سکتے۔ یہاں (پیرزادہ صاحب نے) یہ سوال اٹھایا کہ یہ قرارداد سیاسی استحصال اور عوام کو دکھاوے کے لئے پیش کی جا رہی ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور ہرگز اس کا ایسا کوئی مقصد نہیں۔ تین باتیں عرض کرنی ہیں، جسے ہم تسلیم کر چکے ہیں (۱) پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس کی بنیاد کوئی لسانی یا قومی چیز نہیں۔ نہ کوئی علاقائی ثقافت ہے۔ بلکہ اس کی بنیاد وہی ہے۔ جسے ہم لا الٰہ الا اللہ سے تعبیر کرتے تھے۔ ہم نے ایک نظریہ کے تحت اس کو حاصل کیا (۲) دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا آئین اسلامی آئین کہلاتا ہے (۳) تیسری بات یہ ہے کہ ہم نے بار بار اس اسلامی آئین اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کا حلف اٹھایا ہے۔ اب جو بھی تہذیب و ثقافت ان باتوں کے خلاف ہو، ہمیں اس کی مخالفت کرنی ہے۔ یہاں قومی ثقافتوں میں (پیرزادہ صاحب نے) خٹک ڈانس کا بھی ذکر کیا۔ میں خود خٹک ہوں اور مجھے خٹک قوم نے منتخب کیا ہے۔ مگر میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ ہمیں بہادری کی باتیں اپنانی ہیں۔ مگر ہماری قوم کو خٹک قوم کو اس ناچ کے ذریعے میں رسوا کرنا مقصود ہے کہ باہر کے لوگوں کے سامنے اس کا مظاہرہ کرایا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ڈانس بھی بزدلی اور نامردی کی چیز ہے اور میں اپنی قوم کے اس عمل کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر صاحب! میں نے پچھلی جمعرات کو قرارداد پیش کرتے ہوئے آیت سنائی تھی کہ و من الناس من یشتری لھو الحدیث الایہ کہ بعض لوگ فضول لغویات کو قیمتاً خریدتے ہیں۔ باہر سے درآمد کرتے ہیں کہ لوگ گمراہ ہو جائیں۔ دین کی طرف پیٹھ پھیر لیں دیکھئے کافروں کا مسلمانوں سے عناد ہے اور وہ ہر صورت میں مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایک صورت تو کافروں کے اسلحہ کے ساتھ لڑنے کی ہے۔ تاریخ میں بار بار یہ ہوتا رہا۔ مسلمان لڑتے رہے۔ جو مر گئے وہ شہید ہو گئے۔ جو نہ مرے وہ غازی بنے۔ اس مقابلہ میں ہر صورت میں مسلمان کامیاب اور کامران بنے۔ دوسری صورت کافروں نے جنگ کی یہ اختیار کی کہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کی غرض سے ان میں عریانی فحاشی اور بے حیائی کی چیزوں کو داخل کر دیا تاکہ مسلمان اپنا دین وحیا و شرافت چھوڑ کر لہو و لعب زینت اور تعیش کی زندگی میں لگ جائیں۔

محترم پیرزادہ صاحب نے ثقافت اور ثقافتی طائفوں کے ذریعہ دوستی پیدا کرنے کی بات بھی بڑی مضحکہ خیز کہی ہے۔ یہ عجیب دوستی ہے کہ ایک کی بیوی دوسرے کی بغل میں ہو، اور دوسرے کی کسی اور کی بغل میں ہو۔ ابھی پچھلے دنوں ایک اخبار میں ایسا ہی فوٹو (مولانا مدظلہ نے ابھی بات شروع کی تھی کہ پیرزادہ صاحب نے اٹھ کر احتجاج کیا۔ دیگر ارکان پیپلز پارٹی نے بھی ہنگامہ مچا دیا مولانا نورانی نے بار بار کہا کہ حضرت مولانا تو اخبار کی خبر سنا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر نے ہنگامہ کو دیکھ کر مولانا مدظلہ سے بعض جملے واپس لینے کو کہا۔ جسے آپ نے قبول کر لیا اس کے بعد مولانا مدظلہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔

محترم سپیکر صاحب! مجھے اتنی گذارش ضرور کرنی ہے کہ ہم یورپ کی تہذیب سے بہت ہی متاثر ہو گئے ہیں جبکہ یورپ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں نہ غیرت و حمیت رہے نہ شجاعت رہے (اس غرض سے) انہوں نے بہت ہی کھیل تماشے بنائے اور ہمیں اس میں مبتلا کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فوج جب عمالقہ سے لڑی۔ بلعم باعور ایک شخص نے کہا کہ جوان لڑکیوں کو ان کے پاس بھیج دو۔ فوجی جو کہیں۔ اس کے ملنے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالو، اور فوج میں فواحش پھیلا دو۔ تو یہ حربہ کامیاب ہوا۔ کسی فوجی سے زنا سرزد ہو جانے پر خدا نے ساری فوج کو شکست دی اور اس پر عذاب نازل کیا۔ میں آپ کے بیرونی ممالک سے روابط کی مخالفت نہیں کرتا۔ چین، امریکہ، روس سب سے دوستی بنانے کی تحسین کرتا ہوں۔ مگر ایسی کسی دوستی کے لئے ہم اپنے مذہب کو قربان نہیں کر سکتے (مسئلہ یہاں دوستی اور باہمی روابط کا نہیں بلکہ) مسئلہ ڈانس ناچ گانوں کا ہے۔ اور جس کے ذریعہ مردوں اور عورتوں کا ناجائز اختلاط ہوتا ہے۔ کل ایک اخبار میں تھا کہ ایک کلب میں ایک اجنبی شخص کسی اجنبی عورت کے کندھے پہ ہاتھ ڈالے ہوئے ناچ رہا ہے۔ تو جہاں تک ہمارے دین اور تہذیب کا نقصان نہ ہو۔ ہم یورپ کے ساتھ دوستی رکھیں گے ورنہ نہیں۔ قرآن مجید اور حدیث میں اگر آیا ہے، کہ ڈانس جائز ہے۔ اور کسی نے ثابت کیا، تو مجھ پر جتنا جرم لگایا جائے میں تیار ہوں۔ پیرزادہ صاحب نے بخاری کی روایت کا حوالہ دے کر کہا کہ بچیاں ناچ رہی تھیں۔ اگر آپ نے ثابت کر دیا کہ بچیاں ڈانس کرتی رہیں حضور صلعم کے سامنے تو میں ہر قسم کا جرمانہ یا سزا بھگتنے کو تیار ہوں جبکہ یہ حوالہ قطعاً غلط دیا گیا ہے۔ پھر مقرر نے خود بچیوں کا ذکر کیا ہے۔ یعنی نابالغ بچے، جسے آپ خود مکلف نہیں کہہ سکتے تو نابالغوں کا کوئی عمل دلیل بھی نہیں بن سکتا۔

پیرزادہ صاحب نے آیت قل من حرم زینۃ اللہ سے استدلال کیا تھا۔ مولانا مدظلہ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ قرآن میں ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑا پہنو، عمدہ لباس پہنو۔ خدا کی حلال نعمتیں استعمال کرو، مگر اس نے کہیں بھی ناچنے گانے اور ڈانس کرنے کی اجازت نہیں دی۔ مسلمانوں نے اس کے بغیر دنیا میں ترقی و حکومت کی۔ بنو امیہ اور بنو عباس نے ڈانس کے زور سے حکومت نہیں کی۔ مغلیہ حکمرانوں نے آسام سے ہرات تک سات آٹھ سو برس حکومت ڈانس اور گانوں کے زور پر نہیں کی۔ جب ڈانس کا فروغ ہوا، اور طاؤس و رباب کا وقت آیا۔ تو انگریزوں نے ان کے شہزادوں کو قلعہ کی دیواروں سے مار مار کر ہلاک کر دیا۔ اور لال قلعہ کی دیوار ان کے خون سے رنگین ہو گئی اور ہم پہ غلامی مسلط ہو گئی۔ مسلمانوں نے چودہ سو برس تک بلا ڈانس گانے بجانے کے دنیا میں عروج حاصل کیا۔

واللہ العظیم میں سیاسی اختلافات کی بنا پر نہیں اور نہ میں سیاسی طبیعت کا آدمی ہوں بلکہ آپ ہی نے اصول طے کر دیئے کہ یہ ملک نظریاتی ملک ہے۔ آئین اسلامی ہے۔ جس کی حفاظت کا حلف لیا گیا ہے۔ اب اگر خٹک قبیلہ خٹک ڈانس کرے، پنجابی بھنگڑا ناچیں دنیا بھر کے لوگ ایسا کیوں نہ کریں۔ میں خود کیوں نہ کروں مگر یہ اسی بات کی دلیل نہیں کہ ایسا کرنا ہمارے لئے جائز ہو جائے۔ قرآن و سنت جب ہمیں روکتے ہیں تو ہمارا عمل دلیل نہیں ہو سکتا (مولانا مدظلہ نے کرنل قذافی کی مثال دیتے ہوئے کہا) کہ کرنل قذافی نے ایسی غیر اسلامی چیزوں کو روک دیا۔ چور کی سزا قطع ید مقرر کی۔ شراب پہ پابندی لگائی۔ خدا نے اس کی مدد کی۔ کیا ان کے ہاں ترقی رک گئی؟ اور اگر تمام دنیا کے مسلمان کوئی بھی غلط کام کرنے لگ جائیں تو یہ ہمارے لئے دلیل نہیں بن سکتا۔ میں آپ لوگوں کو باایمان سمجھتا ہوں، اور آپ سے اتنا عرض کرتا ہوں کہ ایک وقت آپ کو یاد ہوگا کہ بچے بچیاں گھروں سے نکلتیں تو لا الٰہ الا اللہ پڑھتیں، یا قرآن کی تلاوت ہوتی۔ آج ٹی وی اور ریڈیو سننے والی بچے بچیاں گھروں سے ناچتی گاتی ہوئی نکلتی ہیں۔

اب جبکہ ہماری عوامی حکومت کو اللہ نے اختیار دیا ہے۔ اگر آپ صرف اتنا کہہ دیں کہ ناچ گانے اور ایسے مشاغل جن کا اثر عوام کے اخلاق و کردار پہ پڑتا ہے ممنوع ہیں۔ مخلوط ناچ والے ہوٹلوں پر پابندی لگا دی جائے تو انشاء اللہ اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ خدائی مدد حاصل کرنے کے لئے کچھ تو قدم اٹھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ارباب اقتدار کا فریضہ یہ بیان کیا ہے کہ الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ۔ جن کو ہم نے زمین پر سلطنت دی۔ ان کا کام ہے کہ عبادات کو فروغ دیں۔ غریبوں کی مدد اور بھلائی کریں وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ برائی کو چھوڑ دیں۔ زنا کے دواعی کو چھوڑ دو، کچھ تو عملی قدم بڑھاؤ

یہ طوائف کے جو طائفے ہم باہر بھیجتے ہیں، وہ بھی ہماری مائیں بہنیں ہیں۔ ان کی عزت، ان کی غیرت اور حیا ہماری غیرت اور حیا ہے۔ کیا دوسرے ملکوں کے ساتھ تعلقات، عورتوں، ماؤں، بہنوں کے ذریعے بناؤ گے۔ آخر کچھ تو حیا کریں۔

حضرت مولانا مدظلہ کی اخلاص اور درد و سوز میں ڈوبی ہوئی تقریر جاری تھی کہ اس مرحلہ پر سرکاری پارٹی

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

نقد و نظر

از:۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں

مودودی صاحب اور فہم قرآن

جناب سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی نے برائے نام ایک اصلاحی جماعت کے چند ارکان کو گناہ کبیرہ پر تکفیر کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب سے پہلے نصیحت کرتے ہوئے ایک ضابطہ بیان کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کو بلفظہ نقل کر دیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

تحقیق کرنے سے مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ آپ کی جماعت میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو دین کا صحیح علم اور تفقہ رکھتا ہو اور اس کا ثبوت خود ان مسائل کی نوعیت سے بھی ملا جن کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے۔ یہ مسائل خود بھی یہی ظاہر کر رہے ہیں کہ ان کو پیدا کرنے والا ذہن کتاب و سنتِ رسول اللہ میں نظر نہیں رکھتا، اب اگر میں یہ کہوں تو اس پر برا نہ مانا جائے بلکہ اسے اس حق نصیحت کی ادائیگی سمجھا جائے۔ جو ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان پر واجب ہے کہ علم کے بغیر دین کے مسائل میں رائیں قائم کرنا اور ان کو دین قرار دے کر انفرادی یا اجتماعی زندگی کے لئے اصول بنا لینا خود سب سے بڑا فسق اور تمام کبائر سے بڑھ کر کبیرہ ہے اس لئے کہ ہم اگر مسلمان ہو سکتے ہیں تو اس دین پر ایمان لا کر اور اس کی پیروی کر کے ہی ہو سکتے ہیں جو خدا کی کتاب اور رسول کی سنت میں پیش کیا گیا ہے اور اس ایمان اور اتباع کا تقاضا یہ ہے کہ ہم جو کچھ بھی اصول اخذ کریں اور اپنے عقائد و اعمال کے لئے جن چیزوں کو بنیاد قرار دیں وہ سب کتاب اللہ اور سنتِ رسول سے ماخوذ ہوں لیکن جو شخص یا گروہ قرآن اور سنت میں بصیرت اور تفقہ نہ رکھتا ہو اور اپنے رجحانات کی بنا پر کچھ رائیں قائم کر کے ان کو دین قرار دے بیٹھے وہ حقیقت میں دین کا پیرو تو نہیں ہے اپنی آراء اور رجحانات کا پیرو ہے اس گناہ کے مقابلہ میں دوسرے کبائر کی کیا حقیقت ہے؟ اس سلسلہ میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ دین پر ایمان لانے کے لئے جو مجمل علم کافی ہے، اور دین کے موٹے موٹے اصول جاننے کے لئے قرآن کی عام فہم تعلیمات اور حدیث پر جو سرسری نظر کافی ہے اسے مسائل دینی میں رائے قائم کرنے اور دینی طریقوں پر لوگوں کی راہنمائی کرنے کے لئے کافی سمجھ لینا غلطی ہے اور اس غلطی کا نتیجہ وہ بڑی خطرناک غلطی ہے، جس کی طرف میں نے اوپر اشارہ کیا ہے۔

(تفہیمات حصہ دوم ص۱۹۱۔ ص۱۹۲ بار چہارم)

اس عبارت میں جناب مودودی صاحب نے بہت سی کام کی باتیں کہہ ڈالی ہیں اور کسی کو ان سے اختلاف ہو تو ہو، لیکن مودودی صاحب کو یقیناً ان زریں اصول اور قواعد سے اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہ اصول اور قواعد خود ان کے اپنے متعین کردہ ہیں اُن سے ان کو کیونکر اختلاف ہو سکتا ہے۔ اس عبارت میں جو باتیں جناب مودودی صاحب نے بیان کی ہیں ان کا اگر پورے طور پر تجزیہ کیا جائے تو بے ضرورت طوالت کا خوف ہے اس لئے ہم تمام باتوں کا تجزیہ نہیں کرتے بلکہ صرف بعض پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) ایک مسلمان اگر کسی غلطی کا ارتکاب کر رہا ہو تو دوسرے مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسے غلطی پر آگاہ کرے اور حقِ نصیحت ادا کرے اور غلطی کرنے والے کو بھی یہ برا نہیں منانا چاہیئے۔

(۲) علم کے بغیر دین کے مسائل میں رائیں قائم کرنا اور ان کو دین قرار دے کر انفرادی یا اجتماعی زندگی کے اصول بنا لینا خود سب سے بڑا فسق اور تمام کبائر سے (جن میں قتلِ نفس، زنا، شراب نوشی قذف، اکل مال یتیم، جادو اور جہاد میں میدان جنگ سے بھاگ جانا وغیرہ سرفہرست ہیں) بڑھ کر کبیرہ گناہ ہے۔

(۳) جو اصول اخذ ہوں اور جن چیزوں کو عقائد و اعمال کے لئے بنیاد قرار دیا جائے وہ سب کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہوں بالفاظ دیگر نہ تو کشید ہو اور نہ قرآن و سنت سے بے پرواہی ہو۔

(۴) جو شخص یا گروہ قرآن و سنت میں بصیرت و تفقہ نہ رکھتا ہو اور اپنے رجحانات کی بنا پر رائیں قائم کر کے ان کو دین قرار دے وہ دین کا پیرو نہیں بلکہ اپنی آراء اور رجحانات کا پیرو ہے اور یہ گناہ ہے اور اس گناہ کے مقابلہ میں زنا، قتلِ نفس اور شراب نوشی وغیرہ دوسرے کبائر کی کیا حقیقت ہے؟

(۵) ایمان لانے کے لئے مجمل علم اور دین کے موٹے موٹے اصول جاننے کے لئے قرآن کریم کی عام فہم تعلیم اور حدیث پر سرسری نگاہ کافی ہے۔

(۶) لیکن ایسی عام فہم تعلیم اور سرسری نگاہ رکھنے والے کو دینی مسائل میں رائے قائم کرنے اور دینی طریق پر لوگوں کی رہنمائی کرنے کے لئے کافی سمجھنا غلطی ہے۔

(۷) اور یہ غلطی بھی معمولی غلطی نہیں بلکہ بڑی خطرناک غلطی ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا ہے۔ یہ سب سے بڑا فسق اور تمام کبائر سے بڑھ کر کبیرہ ہے

ہم نے جناب مودودی صاحب کی عبارت میں جن امور کا تجزیہ کیا ہے۔ ان میں کوئی ایسا امر نہیں جو ان کی اپنی عبارت میں صاف طور پر موجود و مذکور نہ ہو اور ہم نے اس سے بزور کشید کیا ہو۔ اب جناب مودودی صاحب سے ان کی اس عبارت میں پیش کردہ ان امور کو مدنظر رکھ کر علمی اور تحقیقی طور پر ان سے ہمارے چند سوالات اور مطالبات ہیں جن کا جواب خود مودودی صاحب سے مطلوب ہے۔

اوّل:۔ جناب مودودی صاحب نسخ فی القرآن عنوان قائم کر کے چند سوالات کا جواب دیتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ:۔

(۱) قرآن میں نسخ دراصل تدریج فی الاحکام کی بنیاد پر ہے۔ یہ نسخ ابدی نہیں ہے، متعدد احکام منسوخہ ایسے ہیں کہ معاشرے میں کبھی ہم کو پھر ان حالات سے سابقہ پیش آ جائے جن میں وہ احکام دیئے گئے تھے تو انہی احکام پر عمل ہو گا وہ منسوخ صرف اس صورت میں ہوتے ہیں جبکہ معاشرہ ان حالات سے گزر جائے اور بعد والے احکام کو نافذ کرنے کے حالات پیدا ہو جائیں۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص۱۰۱ بار چہارم)

اب سوال یہ ہے کہ جو احکام قرآن کریم میں منسوخ ہیں اور جن کی نسخ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ جناب مودودی صاحب اپنے قائم کردہ اصول اور ضابطہ کے ماتحت یہ بتائیں کہ کتاب اللہ کی کس آیت سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم کے احکام منسوخہ کی نسخ ابدی نہیں ہے۔ اگر قرآن کریم کی کسی آیت سے اس کا ثبوت نہیں تو پھر یہ بتائیں کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کونسی متصل السند مرفوع اور صریح حدیث ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم میں منسوخ احکام کی نسخ ابدی نہیں ہے۔ اور اگر ان دونوں سے بھی ثابت نہیں تو پھر یہ بتائیں کہ قرآن و سنت سے ماخوذ وہ کون سے اصول ہیں جن اصول سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم کے احکام کی نسخ ابدی نہیں ہے؟ اور یہ بات بھی بالکل عیاں ہے کہ قرآن و حدیث سے جو اصول ماخوذ ہوں گے وہ بلا اختلاف سب ائمہ دینؒ اور سلف صالحینؒ کو معلوم ہوں گے اور اگر سب کو معلوم نہ ہوں تو بھی اس سے اقل کیا ہو سکتا ہے کہ ائمہ دین کی اکثریت اور معتدبہ طبقہ تو ضرور ان سے شناسا ہو گا۔ کہ قرآن و حدیث کے یہ یہ اصول ہیں کیونکہ بات اصول کی ہو رہی ہے۔ فروع اور جزئیات کی نہیں ہو رہی۔ اور یہ تو بالکل ناممکن ہے کہ تیرہ سو سال سے ان اصول کو تو کوئی نہ جانتا ہو اور چودھویں صدی میں وہ اصول کسی بزرگ پر منکشف ہو گئے ہوں کہ یہ یہ اصول ہیں جو قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں۔ اگر بالفرض مودودی صاحب یہ بتا بھی دیں کہ فلاں اور فلاں نے یہ کہا ہے کہ قرآن کریم کے منسوخ احکام کی نسخ ابدی نہیں تو ان کی یہ بات قطعاً مردود ہو گی۔ اس لئے کہ فلاں اور فلاں نہ تو خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور نہ سنت رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور نہ کتاب وسنت سے ماخوذ اصول۔ اسی لئے اگر کہیں کوئی شاذ ومتروک اور مردود قول کسی کا نقل بھی کر دیا جائے تو بھی اتنے بڑے وزنی دعویٰ پر اس کی کیا حیثیت ہے؟ مودودی صاحب کو اپنے قائم کردہ اصول کے تحت خدا تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان سے ماخوذ اصول سے ہی یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن کریم میں جو احکام منسوخ ہوئے ہیں۔ ان کی نسخ ابدی نہیں ہے۔ اور اگر قرآن وحدیث اور ان سے ماخوذ اصول سے وہ یہ ثابت نہ کرسکیں، تو لامحالہ اس باطل اور غیر اسلامی نظریہ میں (کہ قرآن کریم میں جو احکام منسوخ ہیں ان کی نسخ ابدی نہیں ہے) مودودی صاحب کی اپنی رائے اور رجحان طبع کارفرما ہوگا اور مودودی صاحب کے خود قائم کردہ قاعدے کے رو سے وہ اس میں دین کے پیرو نہیں بلکہ اپنی رائے اور رجحان کے پیرو ہیں۔ اور ان کے اپنے بیان کے مطابق یہ سنگین گناہ تمام کبائر (زنا، قتل ناحق اور شراب نوشی وغیرہ) سے بھی بڑھ کر برا ہے اور سب سے بڑا فسق ہے۔ اب یا تو جناب مودودی صاحب قرآن وحدیث اور اس سے ماخوذ اصول سے یہ ثابت کریں کہ قرآن کریم میں منسوخ احکام کی نسخ ابدی نہیں ہے اور یا اپنے ہی قائم کردہ قاعدہ کے مطابق دیانت اور انصاف کے ساتھ کھلے لفظوں میں اقرار کرلیں کہ وہ اپنی رائے اور رجحان کے پیرو ہیں اور جو ان کے ذہن میں آتا ہے کہہ گذرتے ہیں اور دین کے پیرو نہیں (اور ظاہر امر ہے کہ دین واسلام ایک ہی چیز ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ تو جب وہ دین کے پیرو نہ ہوئے تو اپنی جماعت کا نام جماعت اسلامی کیوں تجویز کیا ہے؟) اور وہ سب سے بڑے فسق اور سب سے بڑے گناہ کے مرتکب ہیں ؎

من نہ گویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بیں وکار آساں کن

دوسرے۔ قرآن کریم میں ان بیبیوں کا ذکر تفصیل سے مذکور ہے جن سے کسی مسلمان کو نکاح کی اجازت نہیں جن میں ایک یہ بھی ہے۔

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ۔ اور یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو۔

یہ حکم اپنے اطلاق اور عموم کی وجہ سے ان دو بہنوں کو بھی شامل ہے جن کا وجود الگ الگ اور مستقل ہو جیسے عموماً ہوتا ہے اور ان کو بھی شامل ہے جو توام جڑواں اور متحد الجسم ہوں۔ جیسا کہ بہاولپور میں کوئی ایسا نادر واقع پیش آیا تھا، اور علماء اسلام نے اس قرآنی حکم کو ایسی جڑواں بہنوں کے لئے بھی عام سمجھا ہے۔ لیکن مودودی صاحب اس نادر صورت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:۔

بظاہر علماء کی یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے، کیونکہ دونوں لڑکیاں توام بہنیں ہیں اور قرآن کا یہ حکم صاف اور صریح ہے کہ دونوں بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ لیکن اس پر دو سوالات پیدا ہوتے ہیں کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ ان دو لڑکیوں کو دائمی طور پر تجرد پر مجبور کیا جائے اور یہ ہمیشہ کے لئے نکاح سے محروم رہیں؟ اور کیا قرآن کا یہ حکم واقعی اس مخصوص اور نادر صورت حال کے لئے ہے جس میں یہ دونوں لڑکیاں پیدائشی طور پر مبتلا ہیں؟ میرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس مخصوص حالت کے لئے نہیں ہے بلکہ اس عام حالت کے لئے ہے جس میں دو بہنوں کے الگ الگ وجود ہوتے ہیں اور وہ ایک شخص کے جمع کرنے سے ہی بیک وقت ایک نکاح میں جمع ہوسکتی ہیں۔ ورنہ نہیں اھ (ترجمان القرآن نومبر ۱۹۵۴ء ص ۱۲۶)

سوال یہ ہے کہ کیا مودودی صاحب کا یہ ذاتی خیال جو غیر معصوم اور غیر مجتہد کا خیال ہے قرآن وسنت ہے؟ یا ان سے ماخوذ اصول ہے؟ اگر ان کا یہ خیال قرآن وسنت نہیں اور یقیناً نہیں تو وہ اپنے قائم کردہ اصول وضوابط کے تحت یہ رائے قائم کرکے بڑے سے بڑے گناہ کا مرتکب ہوئے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں دوسرے کبائر کی کیا حقیقت ہے؟ اور وہ دین کے پیرو نہیں بلکہ اپنی آراء اور رجحانات کے پیرو ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔

سوم۔ قرآن وحدیث میں صراحت سے یہ مذکور ہے کہ اہل جنت کو حوریں مرحمت ہوں گی۔ جن کے بارے میں حضرت ابو امامہؓ اور حضرت انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حوروں کا مادہ زعفران ہے اور حضرت زیدؓ بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کو مٹی سے نہیں بلکہ کستوری، کافور اور زعفران سے پیدا کیا ہے۔ اور حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں۔ کہ حوریں دنیا کی عورتیں نہیں ہیں۔ (ملخصاً روح المعانی ج ۲۵ ص۱۱۱) اور اگر بالفرض حوریں دنیا کی عورتیں ہوں تب بھی مومنوں کی عورتیں ہوں گی۔ نہ کہ کافروں کی لیکن مودودی صاحب لکھتے ہیں :۔

"بعید نہیں ہے کہ یہ وہ لڑکیاں ہوں جو دنیا میں سن رُشد کو پہنچنے سے پہلے مرگئی ہوں اور جن کے والدین جنت میں جانے کے مستحق نہ ہوئے ہوں۔ یہ بات اس قیاس کی بنا پر کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح ایسے لڑکے اہل جنت کی خدمت کے لئے مقرر کر دیئے جائیں گے اور وہ ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ اسی طرح ایسی لڑکیاں بھی اہل جنت کے لئے حوریں بنادی جائیں گی اور وہ ہمیشہ نوخیز لڑکیاں ہی رہیں گی۔ واللہ اعلم بالصواب"۔ (تفسیر تفہیم القرآن جلد چہارم ص ۲۸۰ حاشیہ ۲۹)

سوال یہ ہے کہ قرآن وسنت اور ان سے ماخوذ اصول کی وہ کونسی واضح دلیل ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حوریں کافروں کی نابالغ لڑکیاں ہوں گی؟ اور قرآن وسنت اور ان سے ماخوذ اصول کا اس پر کونسا حوالہ موجود ہے کہ ان نابالغ لڑکیوں کو بالغ کرکے قابل انتفاع بناکر جنتیوں کے لئے حوریں بنایا جائے گا؟ اور اگر اس پر قرآن وسنت اور ان سے ماخوذ اصول کا ثبوت نہیں اور یقیناً نہیں تو مودودی صاحب اپنے رجحانات اور آراء کے پیرو ہیں، دین کے پیرو نہیں ہیں اور یہ خود ان کے اقرار سے بڑا گناہ ہے۔ دوسرے کبائر اس کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ مودودی صاحب سے جب حوروں کے بارے میں سوال ہوا تو اس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں۔ جواب میں یقین سے نہیں کہہ سکتا البتہ میرا قیاس ہے کہ جنت میں جو حوریں ہوں گی وہ یہی کفار کی لڑکیاں ہوں گی — جب مودودی صاحب سے سوال ہوا کہ آپ کے اس خیال کی تائید میں کوئی منقول روایت نہیں ہے۔ اس کے مقابل ایک دوسری رائے یہ ہے کہ حور وغلمان ایک جنتی مخلوق ہوگی الخ۔ تو اس کے جواب میں مودودی صاحب فرماتے ہیں۔ جواب میری رائے بھی ایک قیاس پر مبنی ہے اور یہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے۔ میرے قیاس کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ انسان انسان سے مانوس ہوتا ہے وہ غیر انسان میں فطری کشش محسوس نہیں کرتا۔ (ایشیا لاہور ۴؍جون ۱۹۶۹ء ص۸)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مودودی صاحب کے پاس قرآن وسنت اور ان سے ماخوذ اصول سے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ ہاں صرف ان کی ذاتی رائے اور قیاس ہے۔ تو ان کے بیان کردہ ضابطہ کے تحت اس کے گناہ ہونے میں کیا شک ہے؟ مودودی صاحب کا یہ دعوٰے بالکل غلط ہے کہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے کیونکہ دوسری طرف جملہ اہل اسلام کی رائے ہے، جس کو اجماع کی حیثیت حاصل ہے۔ اور اجماع امت شرعی دلائل میں سے ایک مستقل دلیل ہے۔ علاوہ ازیں اس رائے کی بنیاد صرف قیاس پر نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں پر ہے۔ جو روح المعانی کے حوالہ سے حضرت ابو امامہؓ اور حضرت انسؓ سے اوپر بیان ہوچکی ہیں۔

مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ۔ اور یہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے بالکل غلط ہے۔ جس چیز کی بنیاد حدیث پر ہو وہ ایک قیاس ہی ہے کیونکر ہوسکتی ہے؟ فرض کر لیجئے کہ یہ روائتیں ضعیف اور کمزور بھی ہوں تب بھی جلیل القدر ائمہ کرامؒ کی تصریح موجود ہے کہ ضعیف حدیث بھی رائے پر مقدم ہے۔ جب مجتہد کی رائے پر مقدم ہے تو غیر مجتہد کی رائے پر بطریق اولیٰ مقدم ہوگی۔ اور پھر ان روایات کی بنا پر اس رائے پر امت کا اجماع ہے تو پوری امت کے اجماع کے مقابلہ میں تنہا مودودی صاحب کی ذاتی رائے اور قیاس کی کیا وقعت ہے؟ ایسی بے بنیاد رائے کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ؎

اٹھاکر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث ۱۱؍جنوری کو ترجمان اسلام شائع نہیں ہوگا۔ قارئین و ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں
(ادارہ)

حج بیت اللہ

تحریر :- الاستاد سید علی حسن فدعق المکۃ المکرمہ

ترجمہ :- حافظ مقصود احمد

اُمّتِ اسلامیہ کا سالانہ اجتماع

حج کیوں فرض ہُوا؟ کیا حج اس بات کا نام ہے کہ عرفات میں حاضری دے کر منیٰ میں آیا جائے اور پھر رمی جمار اور طواف اور سعی کی جائے اور بس! اصل بات تو یہ ہے کہ یہاں پر بس نہیں ہوتی۔ کیوں اسلام ایسا مذہب نہیں کہ جس میں ماننے والوں کو مکلف محض بنایا جائے نہ ہی اس مذہب میں رہبانیت کی گنجائش ہے۔ اس لحاظ سے اگر حج کے مختلف ارکان کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حج کرنے میں جہاں ایک فرض کی ادائیگی ہو جاتی ہے وہاں اجتماعی، سیاسی اور ذاتی مصالح بھی حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ مصلحت اجتماعی

حج کے اجتماع کو دیکھ کر یہ چیز بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں صحیح جمہوریت کی اعلیٰ مثال ملتی ہے۔ انسان کا اجتماعی شعور بیدار رہتا ہے اور وہ تفرقات جو معاشرے کو بیمار کئے ہوئے ہیں مٹتے نظر آتے ہیں یہاں نہ کوئی غنی ہے نہ فقیر، نہ سفید نہ کالا، نہ عالم نہ جاہل، نہ بڑا نہ چھوٹا۔ صحرا کی اس مقدس سرزمین میں قدم رکھتے ہی تمام فرق مٹ جاتے ہیں اور اجتماعی برادری کا شعور بیدا ہوتا ہے۔ اور سب کے سب یک زبان ہو کر ایک ہی جملہ پکارتے ہیں (لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک) اور اگر جبل رحمت پر کھڑے ہو کر نظر دوڑائیں تو آپ ایک محل میں رہنے والے کو ایک جھونپڑی کے مکین کے ساتھ کھڑا پائیں گے۔ یہ سب کے سب ایک ہی آسمان کے سائے تلے ایک ہی زمین پر کھڑے نظر آئیں گے۔ وحدت امت اور توحید جو اسلام کے ہر شعبہ میں جاری و ساری ہے اپنی بہترین شکل میں یہاں نظر آتی ہے۔

۲۔ سیاسی مصلحت

اس میں کوئی شک نہیں کہ حج کا یہ عظیم فریضہ مختلف سیاسی علاقوں اور اسلامی شہروں کو منظم کرتا ہے۔ اور وحدت اسلامیہ کبریٰ کی عملی شکل میں پیش کرتا ہے اس لحاظ سے حج کو عمومی موتمر عالم اسلامی کہہ سکتے ہیں کیونکہ حجاج در اصل اپنے اپنے علاقے کے نمایندے ہوتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر دور دراز سے آئے ہوئے سب حجاج سے یہ عہد لیا جاتا کہ اس ارض مقدس کو ہر قسم کے بیرونی خطرات سے بچایا جائے گا۔ مقام افسوس ہے کہ اس خطہ میں یہودی حکومت کا قیام عمل میں آگیا اور مذاہب کا قدیم جھگڑا پھر اپنی بدترین شکل میں وجود پکڑ گیا۔ ضرورت ہے کہ اس موتمر اسلامی کو تاریخ کے اس حادثے کی روک تھام کا سبب بنایا جائے۔

۳۔ مصلحت ذاتی

کیا حج کا مقصد یہ ہے کہ تو عرفات میں دن کو جائے اور پھر مزدلفہ سے گزرتا ہُوا منیٰ میں تین دن ٹھہرے آخر کیوں؟ اصل میں ان اعمال میں ایک اور حقیقت مضمر ہے۔ جب تو احرام باندھ لیتا ہے تو تو اپنے آپ کو طاعت کے لئے تیار کر لیتا ہے اور خواہشات کو محدود کر لیتا ہے غسل کرتے وقت تو اپنے گناہوں کو اس طرح دھو لیتا ہے۔ جس طرح سفید کپڑا دھل جاتا ہے۔ اب تیری حالت ایک بڑی ارفع نفس کی سی ہو جاتی ہے اور تو اس قابل ہو جاتا ہے کہ انسانوں کے زمرے میں مثل اعلیٰ کا مصداق بن سکے۔ پھر تو جب منیٰ سے گزرتا ہے تو تیرے سب گناہ اور تمام برائیاں تجھ سے دور ہو چکی ہوتی ہیں۔ اب یہ رمی جمار کیا ہے؟ کیا جس جگہ تو پتھر مار رہا ہے وہاں کوئی شیطان قید ہے؟ نہیں نہیں۔ یہ تو مظہر نفسی ہے یہ اس بات کا مظاہرہ ہے کہ تو اپنے اندر کے شر کے عامل پر غالب آگیا ہے۔ شیطان تجھ سے زیر ہو گیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تو نے اس کو رجم بھی کر دیا ہے اس عامل شر کو مار کر تو نے اپنے اندر خیر کا عامل مضبوط کر لیا ہے۔ تیرے ارادوں میں ایک قسم کا نشاط پیدا ہوگا اور تو اپنے اندر اس جذبے کو محسوس کرے گا۔ جس سے عوامل شر کو زیر کیا جاتا ہے۔ یہ عوامل شر شیطان الرجیم کی مختلف شکلیں ہیں۔ پھر شارع نے تیرے اوپر لازم قرار دیا ہے کہ تو چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تجھے یقین ہو جائے کہ شیطان کو ہزیمت دینا ممکن ہے۔ بشرطیکہ ہم اس کا ارادہ کر لیں۔ ان سارے افعال میں ایک خاص حکمت بالغہ ہے۔ جس طرح تو نے اپنی مرضی سے اپنے آپ کو اطاعت کے لئے تیار کیا۔ اسی طرح سے تو اپنے نفس کے شہوانی جذبات پر بھی غالب آسکتا ہے

اس سے واضح ہوتا ہے کہ دین حنیف یعنی اسلام کا ہر عمل فکر سلیم اور منطق علمی کے عین مطابق ہے۔ اس پر غور کرنے سے حکمت و تشریع کے اسرار کھلتے ہیں۔ یہاں معاملہ یہ نہیں ہے کہ سائل کو یہ کہہ کر ٹال دیا جائے کہ یہ بھید ہے اور یہ انسانی عقل اس کو نہیں سمجھ سکتی۔ اسلام میں اس قسم کے طلسمات اور اعجوبوں کی کوئی گنجائش نہیں۔

سید المسند قائد اعظم قدوۃ المسلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع کو تشریع اسلامی کے اجراء کے لئے عین موزوں پایا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجۃ الوداع کے خطبہ کو اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں مسلمانوں کے لئے قیامت تک کے لئے ایک جامع دستور موجود ہے۔ یہ دستور تمام بنی نوع انسان کو ایک اجتماعی اساس دیتا ہے۔ عدل و انصاف اور [illegible] ڈیموکریسی اس دستور کی مبادیات میں سے ہیں۔ جیسے کہ اس کی مختلف دفعات پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۔ ان دماءکم و اموالکم حرام علیکم الیٰ ان تلقوا ربکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم۔ یہ دفعہ قتل کو منع ہی نہیں [illegible] حرام قرار دیتا ہے۔ اور ظلم و زیادتی کے خلاف حدود متعین کرتی ہے۔ حرمت نفس کو یوم عرفۃ جیسے عظیم دن کی حرمت کے ہم پلہ قرار دیتی ہے۔

اسی طرح اموال کا بھی حق ہے اور ان اموال کا ناحق استعمال ممنوع قرار دیا۔ اسراف اور تبذیر کو صرف ایک کم عقل ہی اپنا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ اپنی جانوں اور اپنے مالوں کی حفاظت کریں اور اس کے عکس کو کلمہ "حرام" سے تعبیر فرمایا۔ یعنی اپنے خون (جان) اور مال کی حفاظت سے سستی کرنا حرام ہے۔ اور ان کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اسی کے لئے ان کو استعمال کرنا لازم قرار دیا

دفعہ ۲۔ جس کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو تو اس کو اس کے صحیح حقدار کے پاس پہنچا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ ارشاد باری تعالیٰ :- ردوا الامانات الیٰ اھلھا کی طرف ہے۔ یعنی معاملات کو سلجھانے کے لئے اہل اور ثقہ حضرات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کیونکہ یہی لوگ معاملات کو سلجھانے کے اہل ہوتے ہیں۔ جس طرح خرید و فروخت کو تاجر لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

دفعہ ۳۔ زمانہ جاہلیت میں مروجہ سود کی ہر قسم ناجائز ہے۔ اور سب سے پہلا سود جو معاف کیا گیا وہ آپ کے چچا عباس بن عبد المطلب کا سود تھا۔ لین دین میں یہ صورت (ربا) بالکل حرام ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نقدی نقدی کو پیدا نہیں کرتی (یعنی سود جو معنی دار ہو) بلکہ فرمایا کہ یہ یہود بے بہبود کی اختراع ہے۔ اس کے برعکس ضرورت مند کو قرض دینے کی آپؐ نے بڑی فضیلت بیان فرمائی۔ کیونکہ اس سے اجتماعی تعاون ہمدردی اور اخوت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے

دفعہ ۴۔ زمانہ جاہلیت کے تمام خون معاف ہیں اور سب سے پہلے عامر بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا خون معاف کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ جب معاشرہ ایک نئے ڈھنگ پر استوار کرنا ہو تو پرانی خرابیوں، انتقام اور رنجشوں کو اسی طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیا قانون

دیا تو اس پر عمل کروانے کے لئے حالات کو بھی سازگار بنا دیا۔

دفعہ ۵۔ زمانہ جاہلیت کی تمام رسومات ختم کی جاتی ہیں، سوائے حاجیوں کی خدمت گذاری از قسم سقایت و سدانت۔ زمانہ جاہلیت کی عادات کچھ اس قسم کی تھیں کہ دین جدید یعنی اسلام کی روح سے موافقت نہ کر پاتی تھیں۔ اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یک قلم منسوخ فرما دیا۔ مگر ان باتوں کو عملی حالہ باقی رکھا جس میں مصلحت عامہ تھی۔ یعنی کعبہ اور اس کے زائرین کی خدمت۔ نئے قانون میں پرانے قانون کی ان عادات کو باقی رکھا جن میں مصالح عامہ موجود تھی۔

دفعہ ۶۔ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس زمین میں اس کی عبادت ہو۔ لیکن اس بات پر وہ راضی ہے کہ جن گناہوں کو تم حقیر سمجھتے ہو انہیں کر کے شیطان کی اطاعت کرو (یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ گناہ سے بھی بچو، کیونکہ ہر چھوٹا گناہ بھی شیطان کی پیروی ہے) شریعت حقہ کی یہی خوبی ہے کہ چھوٹے گناہ سے باز رکھ کر بڑے گناہوں کے وقوع سے بچاتی ہے۔

دفعہ ۷۔ نسی (یہ جو مہینہ ہٹا دینا ہے) زمانہ جاہلیت (کفر) کی ایجاد ہے۔ اس سے کفار اپنی مرضی سے ایک سال کے ایک مہینہ کو حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال حرام کر لیتے ہیں۔ نسی (حرمت کے مہینوں رجب، ذیقعد ذی الحجہ میں گڑبڑ کرنا) ایک عمل حرام ہے۔ جو ایسا فعل کرتا ہے وہ گویا کفر کی معاونت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک صریحاً جرم اور امر طبعی کی خلاف ورزی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حدود سے تمسخر ہے۔

دفعہ ۸۔ تمہاری عورتوں کے تم پر حقوق ہیں اور ان پر تمہارے حقوق ہیں الخ۔ عورت کے حقوق کا وضوح اور اس کو ایک مستقل شخصیت کا درجہ دینا اسلام کا عورت اور بنی نوع انسان پر بہت بڑا احسان ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہر حق کے مقابلہ میں فرائض بھی مقرر فرما دیئے۔ اگر عورتوں کے حقوق ہیں تو ان کے فرائض بھی ہیں اسی طرح مردوں کے اگر حقوق ہیں تو ان کے فرائض بھی ہیں جیسے (فان اطعنکم فعلیکم رزقھن وکسوتھن۔ اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کا روٹی کپڑا تمہارے ذمہ) اور قولہ تعالیٰ (ولھن مثل الذی علیھن۔ کا بھی یہی مطلب ہے) حقوق اور واجبات کو متعین کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (فاتقوا اللہ فی النساء واستوصوا بھن خیرا) عورتوں کے (حقوق کی ادائیگی) کے بارہ میں اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور ان سے بہتر سلوک کرو۔

دفعہ ۹۔ (انما المومنون اخوۃ) تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کا مال اس کی مرضی کے بغیر لے۔

اس مد کی رو سے تمام مومنوں کو اخوت اسلامی کے رشتہ میں منسلک کر دیا اور ان کو بتایا کہ آپس میں ایسا معاملہ رکھو جو بھائیوں کی شان کے شایاں ہو اور طبعی تفرقہ کو حتی الوسع ختم کر دیا۔ پھر اس دفعہ میں غیر کے مال کو غیر کا مال کہہ کر حرام قرار نہیں دیا بلکہ کہا کہ یہ تمہارے اپنے بھائی کا مال ہے۔ کیونکہ انسانوں میں سب سے قریبی رشتہ بھائی کا ہوتا ہے اور اس کے بعد مال کی محبت اس کے ناجائز حصول کو حرام قرار دیا۔ کیونکہ مال زندگی کا قوام (باعث) ہے۔ اگر کسی نے یہ لینا ہی ہو تو اپنے بھائی کی مرضی سے لے۔

دفعہ ۱۰۔ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنا شروع کر دو۔ بیشک میں اپنے پیچھے ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اس پر عمل کیا تو اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ کتاب اللہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرما لیا تھا، کہ یہ ان کا آخری حج ہے (اور امت کے اس اجتماع عظیم سے آخری ملاقات ہے) اس لئے آپ نے نہایت شفقت کے ساتھ اپنے ماننے والوں کو متنبہ فرمایا کہ میرے بعد بے دین نہ ہو جانا۔ کیونکہ انسان پر ایمان کا تو یہ مطلب ہوا کہ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس کے ساتھ اس پر ایمان بھی ختم ہو جائے۔ لیکن انبیاء کی بعثت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو اس ذات کے دروازے پر جھکا دیں جو حیّ لا یموت ہے۔ اسی چیز کی وضاحت ابوبکر صدیق رضؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت کی اور یہ آیت پڑھی۔ وما محمد الا رسول اب اگر حکم بنانا ہے تو کتاب اللہ کو بنائیں گے۔ اسی میں اسلام کے تمام احکام موجود پائیں گے۔

دفعہ ۱۱۔ بے شک تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو، اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔ بے شک تم میں سے سب سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت نہیں ہے مگر بلحاظ تقویٰ۔

اس حکم نے شخصی انانیت کو ختم کر کے وحدت امت کا سبق دیا۔ کیونکہ اس دین کی بنا توحید پر ہے اگر شخصی فضیلت موجود بھی ہو تو یہ عنداللہ ہو گی۔ عندالناس نہیں سمجھی جائے گی۔ گویا کہ کسی بڑے کی آمد پر لوگوں کو ان کے خصوصی آداب بجا لانے کا مکلف قرار نہیں دیا جائے گا۔ خواہ یہ بڑائی بظاہر تقویٰ کی وجہ سے ہو، یا مال و دولت یا جاہ و حشمت کی وجہ سے ہو۔ نص یہ ہے۔ لیس لعربی فضل علی اعجمی الا بالتقویٰ اس قانون نے زمانہ جاہلیت کے اس ادعا کو کہ کسی قبیلے کو دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل ہے" بالکل مٹا دیا کیونکہ یہ تفاضل تفرق کا موجب ہے۔ لڑائی جھگڑا اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے فضیلت کا مدار تقویٰ میں محدود کر دیا کیونکہ تقویٰ کا راستہ بڑا کٹھن راستہ ہے۔ جب آدمی اس کو طے کر پاتا ہے تو اس کی اصلاح ہو جاتی ہے وہ متقی بن جاتا ہے۔ انانیت اس میں سے غائب ہو جاتی ہے۔ دعویٰ جاہلیت کو وہ بھول چکا ہوتا ہے تا آنکہ شخص اس کی نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے اور وحدت امت کے نظریے کے تحت وہ حالات کو دیکھتا ہے۔

دفعہ ۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے میراث میں سے وارث کا حق مقرر فرما دیا ہے۔ اور وارث کے لئے ایک تہائی سے زیادہ وصیت جائز نہیں۔ بیٹا اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کو باپ بنایا، یا اپنے قبیلے کے علاوہ کسی اور قبیلے کو اپنا قبیلہ بتایا تو ان پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ ایسے شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں ہو گی اور کوئی فدیہ اس کو چھٹکارا نہیں دلا سکتا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

دستور عظیم اس دفعہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات میراث کی طرف اشارہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کا حق مقرر فرما دیا ہے۔ وصیت کرنے والے کو ایک تہائی سے زیادہ کسی وارث کے حق میں وصیت کی اجازت نہیں ہے تاکہ بعد میں خاندانی جھگڑے پیدا نہ ہوں۔ کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ آدمی نے اپنی اولاد میں سے ایک بیٹے کو دوسرے کی نسبت فضیلت دیتے ہوئے وراثت میں اس کا زیادہ حصہ رکھ دیا ہے۔ جو بعد میں دو بھائیوں کے درمیان بغض و عناد، مکر و فریب اور لڑائی جھگڑے کا موجب بنا۔ اس لئے شریعت نے اس خرابی کی جڑ کو کاٹ دیا۔ اسی طرح نسل اور نسب کو بھی قانونی تحفظ دیا۔ خلاف ورزی کرنے والے کو تہدید و تنبیہ کی۔ جو پھر بھی نہ مانے۔ اس کو لعنت کا مستحق قرار دیا یہ سب سزاؤں سے بڑھ کر سزا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے اس خطبہ میں شریعت اسلامیہ کی اساس واضح فرما دی اور جن نقوش پر اپنی امت کو چلتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے ان کی نشاندہی فرما دی۔ اور پھر اس خطاب کو آخری کلمہ (اللھم اشھد) اے اللہ گواہ رہیو پر ختم فرمایا۔ تاکہ نبوت و رسالت کی وجہ سے آپ مسئولیت کے بارے میں بری الذمہ ہو جائیں۔ تمام مسلمانوں کو اور اللہ کو آپ نے ابلاغ رسالت کا گواہ بنایا اور یہ دستور امت میں جاری و ساری ہو گیا۔

حجۃ الوداع کے اس خطبہ سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے اجتماع عظیم کو غنیمت جانتے ہوئے احکام و فرامین جاری فرمائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی اس موتمر عالم اسلامی یعنی حج کو ایسے مقاصد کے لئے غنیمت جاننا چاہیئے۔ حج گویا کہ امت اسلامیہ متحدہ کا سالانہ اجتماع ہے۔ اس لئے انتفاع سنت رسول کا درجہ رکھتا ہے۔

ختم نبوت کانفرنس کی رپورٹ

کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کی مفصل رپورٹ بجناب مولانا سعید الرحمٰن علوی کے قلم سے آپ ترجمان اسلام کے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں گے انشاء اللہ

کاروانِ جمعیۃ
منزل بہ منزل

قاری نور الحق قریشی ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ملتان کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوگئے۔ جمعیۃ کے وکلاء کیلئے خوشخبری

ملتان۔ جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم اور معروف وکیل جناب قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ملتان کے سالانہ انتخاب میں بھاری اکثریت سے جنرل سیکرٹری منتخب ہوگئے۔ انہیں دو سو ووٹ ملے۔ جبکہ ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی کے امیدوار کو صرف ۸۰ ووٹ ملے۔ نتائج کے اعلان کے بعد وکلاء ملتان نے قاری صاحب کو پھولوں سے لاد دیا اور فلک شگاف نعرے لگا کر اس انتخاب پر مسرت کا اظہار کیا۔ اور قاری صاحب کو کامیابی پر مبارکباد پیش کی۔

مظفر گڑھ ضلعی جمعیۃ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کا اجلاس مولانا سید عبد الرزاق شاہ صاحب امیر جمعیۃ ضلع مظفر گڑھ مدرسہ مظاہر العلوم میں منعقد ہوا۔ جس میں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ضمنی الیکشن کے لئے ایک رابطہ کمیٹی حافظ محمد احمد صاحب کی سرکردگی میں مقرر کی گئی۔ اجلاس میں ضلعی سالار مسٹر محمد شفیع اور ناظم دفتر صوفی اللہ بخش کو پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کے باعث جمعیۃ کی ابتدائی رکنیت سے الگ کرنے اور حافظ رب نواز فتح پور سے تحریری جواب طلبی کے لئے مولانا عبد المجید کو اختیار دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا عبد الجلیل نے مئی ۷۳ء سے دسمبر ۷۳ء تک آمد و خرچ کا گوشوارہ پیش کیا

صوبہ سندھ کی تمام ضلعی شاخوں کو ہدایت

از مولانا محمد شاہ امروٹی امیر صوبائی جمعیۃ

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کی تمام ضلعی شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے اضلاع میں قربانی کی کھالوں کو جمع کرنے کا خاص انتظام کریں اور کھالوں کی رقم اپنے پاس جمع رکھیں۔ نیز صوبائی جمعیۃ کی سالانہ واجب الادا رقم جن اضلاع نے ادا نہیں کی ہے۔ وہ اس رقم کی فراہمی کا فوری بندوبست کریں۔ کیونکہ چھ سات ماہ سے صوبائی دفتر کے واجبات ادا نہیں کئے جا سکے ۱۵ر جنوری ۱۹۷۴ء سے صوبائی دفتر کے ناظم عبد الستار بروہی اور صوبہ کے عہدیدار صوبہ سندھ کے اضلاع کا تفصیلی دورہ کریں گے۔ اور تمام ضلعی جمعیتوں کے دفاتر حساب کتاب اور کام کا جائزہ لیں گے۔ نیز ترجمان اسلام کی ایجنسیوں سے پرچہ کی اشاعت اور بقایاجات کا حساب بھی چیک کریں گے اور صوبائی جمعیۃ کے واجبات وصول کریں گے۔ تمام ضلعی جمعیتیں اس دورہ میں ان کے ساتھ تعاون کریں اور صوبائی دفتر سے بذریعہ خط و کتابت رابطہ رکھیں۔ قربانی کی کھالوں کی جو رقم وصول ہوگی۔ وہ صوبائی جمعیۃ کی معرفت مرکز کو بھیجدی ہیں۔ علاوہ ازیں تمام ضلعی شاخیں اپنے اپنے ضلع کے عہدہ داروں، مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کے ممبران کے نام اور مجلس عاملہ کے مکمل پتے صوبائی دفتر کو بھیجدیں دورہ کے پروگرام کا اعلان بعد میں کردیا جائے گا۔

آمریت کو بالآخر شکست ہوگی

(مولانا محمد لقمان)

رحیم یار خاں۔ ضلعی جمعیۃ علماء اسلام زیر اہتمام سہ روزہ تنظیمی و تبلیغی دورہ کے دوران مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے ممتاز راہنما مولانا محمد لقمان نے کہا کہ ملکی سالمیت اور ملک میں اسلامی آئین کے ساتھ موجودہ حکمرانوں کا طرز عمل اور رویہ مشکوک ہے کیونکہ محب وطن افراد کو جیل کی کال کوٹھڑیوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ اور انسانیت سوز مظالم کے ساتھ ساتھ غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ بات اسلامی و اخلاقی لحاظ سے بالکل ناجائز ہے۔ انہوں نے کہا بلوچستان میں انسانیت جل رہی ہے اور بلوچستانی عوام کو خوراک اور پانی کے لئے ترس رہے ہیں۔ یہ جمہوریت نہیں آمریت ہے۔ ہم اس آمریت کے بت کو پاش پاش کر دینگے۔

انہوں نے مہنگائی پر اظہار تشویش کرتے ہوئے کہا کہ مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ کے رکھدی ہے۔

انہوں نے قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ کے کارکن اپنے قائد کے اشارے پر جان کی بازی لگا دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ آپ نے اس دورہ میں بارل[illegible]ت پھل حسن خاں، کنٹرہ اسلام آباد اور ماچھی گوٹھ میں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ (شبیر احمد عثمانی)

معصوم بچوں پر وحشیانہ فائرنگ

جمعیۃ علماء اسلام زہری ضلع قلات کے امیر مولانا اختر محمد نے ایک بیان میں بلوچستان کے مظلوم عوام پر سرکاری غنڈوں اور پولیس کے تشدد کی شدید مذمت کی ہے۔ آپ نے بتایا کہ موضع مشکے میں سکول کے بچوں نے ماسٹر کی تبادلے کے خلاف جلوس نکالا تو تھانیدار نے معصوم بچوں پر فائرنگ کردی۔ جس کے نتیجے میں ۵ بچے شہید اور ۸ زخمی ہوگئے۔ اس کے علاوہ ایک عورت نے غنڈوں سے اپنے بچے کو بچانے کے لئے قرآن پاک اٹھا کر رحم کی اپیل کی۔ مگر ان ظالموں نے اس عورت کو گولی مار کر شہید کر دیا۔

آپ نے حکومت سے اپیل کی کہ وہ خدا کے لئے بلوچستان کے مظلوم عوام پر رحم کرتے ہوئے انہیں اس ظلم و ستم سے نجات دلائے۔

ارکان ادارہ ترجمان اسلام کا خصوصی دورہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی ہدایت پر عید الاضحیٰ کے بعد ادارہ ترجمان اسلام کے ارکان ایجنٹ حضرات سے بقایاجات، احباب سے خصوصی عطیات اور مستقل اشتہارات کی فراہمی کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ملک کے مختلف حصوں کا دورہ کرینگے انشاء اللہ۔ پروگرام کی تفصیل سے متعلقہ حضرات کو بذریعہ خطوط آگاہ کیا جا رہا ہے۔

مولانا زاہد الراشدی مدیر ترجمان اسلام پشاور ڈویژن اور راولپنڈی ڈویژن۔ جناب مولانا سعید الرحمٰن علوی ملتان ڈویژن اور بہاولپور ڈویژن۔ جناب مولانا محمد یوسف عثمانی صوبہ سندھ اور جناب مولانا غلام اکبر سلیمانی سرگودھا ڈویژن اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن کا دورہ شروع کر رہے ہیں۔ ایجنٹ حضرات سے گذارش ہے کہ وہ ان دنوں بقایاجات کی ادائیگی کا بندوبست کئے رکھیں اور جماعتی عہدیدار بھی پہلے سے عطیات و اشتہارات کے سلسلے میں خصوصی احباب سے رابطہ قائم کرلیں۔ تاکہ ادارہ کے معروف ارکان کا زیادہ وقت خرچ نہ ہو۔ بلوچستان، لاہور ڈویژن اور مالاکنڈ ڈویژن کے پروگرام کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ (ادارہ)

سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے

جمعیۃ علماء اسلام حیدر آباد کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب منعقد ہوا۔ قاضی محمد عبد اللہ جان صاحب نے قرآن حکیم کی تلاوت سے اجلاس کا آغاز کیا۔ بعد ازیں مولانا عبد المتین نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک میں پرامن فضا قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کے عادلانہ نظام کو فوراً نافذ کیا جائے۔ تاکہ غنڈہ گردی کا سد باب ہو سکے اجلاس سے حاجی کرامت اللہ صاحب۔ قاضی محمد عبد اللہ جان صاحب۔ مولانا محمد سلیمان صاحب ڈاکٹر سید زبیر نگل صاحب نے بھی خطاب کیا اور ملکی و ملی حالات پر روشنی ڈالی۔ بعد ازیں مندرجہ ذیل قرارداد یں پاس کی گئیں۔

(۱) یہ اجلاس پختون راہنما خان عبد الصمد خان اچکزئی کے علدہ قتل پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مجرموں کو جلد گرفتار کر کے سخت سزا دی جائے۔

(۲) یہ اجلاس مرکزی مجلس عمومی کی تمام کارائیوں پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

(۳) یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ لیوی کے کرایہ میں اضافہ کو روکا جائے۔

(۴) یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ تمام سیاسی قیدیوں کو مزدوروں کو اور طلباء کو فوراً رہا کیا جائے۔

(۵) یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ دن دہاڑے غنڈہ گردی کو جو روزمرہ کا معمول بن چکی ہے فوراً بند کیا جائے۔

صوفی منظور الحق کی شہادت

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام لائلپور کی مجلس شوریٰ کے ممبر اور سرگرم رکن الحاج صوفی منظور الحق صاحب حج پر جاتے ہوئے ۱۹ دسمبر کو ریل کے حادثہ میں شہید ہو گئے۔ ان کی لاش بند بکس میں شہداد پور سندھ سے بذریعہ چناب ایکسپریس ۲۰ دسمبر شام کو پانچ بجے ریلوے اسٹیشن لائلپور پہنچی۔ سینکڑوں افراد ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے۔ ۲۱ دسمبر بروز جمعہ ۱۰ بجے صبح عید گاہ دھوبی گھاٹ میں نماز جنازہ مولانا تاج محمود نے پڑھائی ہزاروں افراد نے جنازے میں شرکت کی۔ آپ کی میت بڑے قبرستان میں سپرد خاک کر دی گئی۔

صوفی صاحب مرحوم بہت نیک پرہیزگار متقی باعمل صوفی تھے۔ تمام زندگی اسلام کی تبلیغ اور دینی کاموں میں گذاری۔ آپ ختم نبوت کے شیدائی اور عاشق رسول تھے۔ علماء حق اور بزرگان دین کے منظور نظر تھے۔ بڑے مخلص خوش اخلاق فرشتہ صفت انسان تھے۔ لائلپور کے دینی حلقوں میں آپ کی بہت کمی محسوس ہوتی ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے اور جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

ضلع ساہیوال کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

ضلع ساہیوال کی مجلس شوریٰ کا اجلاس دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں زیر صدارت سید مقبول حسین شاہ صاحب قائمقام امیر منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرار دادیں پاس ہوئیں۔

(۱) یہ اجلاس مرکزی قیادت کے موجودہ سیاسی موقف کی مکمل حمایت اور امیر مرکزیہ حضرت درخواستی اور قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔ ان بزرگوں نے اپنی سیاسی بصیرت سے جمعیۃ علماء اسلام کو پاکستان میں اعلیٰ مقام پر پہنچایا ہے۔

(۲) یہ اجلاس حکومت کی موجودہ جمہوریت کش پالیسی کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملکی بقاء کی خاطر وہ اپنے متشددانہ رویہ کو ترک کر دے۔

(۳) یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت اپوزیشن کو بدنام کرنے کی پالیسی کو فوراً چھوڑ دے ورنہ اس کے نتائج خطرناک ہو سکتے ہیں۔

مولانا منظور الحق کا دورہ

حضرت مولانا محمد منظور الحق صاحب رحمانی مبلغ ضلع ملتان نے تحصیل خانیوال کے مندرجہ ذیل دیہات چک $\frac{9}{8-R}$، رئیس آباد، $\frac{79}{10-R}$، $\frac{87}{15-L}$، $\frac{107}{15-L}$، $\frac{\text{٥٠}}{15-L}$ وہجاری اور چک $\frac{93}{15-L}$ چاندنی والا کا دورہ کیا اور عام و خاص اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ گذشتہ جمعۃ المبارک کے دن وہجاری میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ جمعیۃ اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے ہر وقت سرگرم عمل ہے اور حکومت کا یہ رویہ نہایت بزدلانہ ہے کہ جب اکابرین جمعیۃ علماء اسلام کے خلاف کی گئی سازشوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں تو پھر علماء کرام پر الزامات عائد کئے جاتے ہیں کہ وہ ملک میں بدامنی پھیلا رہے ہیں۔ مولانا نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ منکرین ختم نبوت نے تمام ممالک میں قرآن مجید کی تحریف اور کلمہ طیبہ کو بدل ڈالا ہے یہ کھلا اور واضح ثبوت نائیجیریا کے مرزائی دفتر جس

پر انگریزی درج ہے "احمدیہ سنٹرل ماسک" اور اس کے نیچے یہ درج ہے:۔

لا الٰہ الا اللہ احمد رسول اللہ

یعنی محمد کی بجائے احمد لکھا ہوا ہے۔ آپ نے حکومت سے ان کی سرگرمیوں کا محاسبہ کرنے کا مطالبہ کیا

وزیر اعلیٰ کھر کے مقابلہ میں ملک احمد حسن

ایک اخباری اطلاع کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام کے ملک احمد حسن ایڈوکیٹ نے کوٹ ادو کی صوبائی اسمبلی کے ضمنی انتخاب میں وزیر اعلیٰ پنجاب ملک غلام مصطفےٰ کھر کے مقابلہ میں متحدہ جمہوری محاذ کے امیدوار کی حیثیت سے کاغذات نامزدگی داخل کر دیئے ہیں اس حلقہ سے صرف جناب غلام مصطفےٰ کھر اور ملک احمد حسن صاحب نے کاغذات نامزدگی داخل کئے ہیں سیاسی حلقوں کے مطابق یہ مقابلہ انتہائی سخت ہوگا۔

جرگہ سسٹم ختم کیا جائے

مولانا غلام نبی امیر جمعیۃ علماء اسلام طوطہ کان مالاکنڈ ایجنسی نے ایک بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مالاکنڈ ایجنسی میں جرگہ سسٹم اور رالیت ہی آر ختم کر کے شرعی قانون نافذ کیا جائے۔ کیونکہ یہ علاقہ کے تمام عوام کا متفقہ مطالبہ ہے۔ آپ نے کہا کہ عوام کے متفقہ فیصلہ کے خلاف ایک غیر شرعی قانون ان پر مسلط رکھنا اور ان کو نظام شریعت سے محروم کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

حافظ شیخ محمد یوسف کی شادی

جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کے پرانے معاون اور مخلص کارکن حاجی شیخ محمد یعقوب کے فرزند اور جمعیۃ کے کارکن حافظ شیخ محمد یوسف صاحب کی شادی ۱۲ جنوری کو لائلپور میں انجام پائی خطبہ نکاح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز نے پڑھا۔ اس تقریب میں مدیر ترجمان اسلام اور دیگر جماعتی کارکنوں نے بھی شرکت کی۔

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ
قاضی محمد اشرف

جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے جاوید پراچہ کے اخراج کا فیصلہ واپس لے لیا گیا

بہاولپور ہائیکورٹ میں رٹ کے بعد وائس چانسلر کا اقدام

بہاولپور۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے ناظم اعلیٰ جاوید پراچہ نے جامعہ سے اخراج کے حکم کے خلاف ہائیکورٹ میں رٹ دائر کر رکھی تھی۔ قاضی محمد سلیم صاحب ایڈوکیٹ نے رٹ کی پیروی کی۔ رٹ کی سماعت بہاولپور ہائیکورٹ میں ہوئی۔ بہاولپور ہائیکورٹ کے ممتاز وکلاء جناب میاں اللہ نواز ایڈوکیٹ، شاہد صدیقی ایڈوکیٹ، سلیم پیرزادہ ایڈوکیٹ نے قاضی سلیم صاحب کی دائر کردہ رٹ پر جاوید پراچہ کی طرف سے بحث کی۔ دو دن متواتر سماعت ہوتی رہی۔ سماعت کے دوران کمرہ عدالت کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ دوسرے دن جامعہ اسلامیہ کے وائس چانسلر نے عدالت سے درخواست کی کہ ہمیں اپنے احکامات واپس لینے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ ہائیکورٹ نے رئیس الجامعہ مختار غازانی کو اجازت دے دی۔ جس کی بنا پر جامعہ اسلامیہ کے وائس چانسلر مختار غازانی نے اخراج کے حکم کو واپس لے لیا۔ جاوید پراچہ دوبارہ جامعہ اسلامیہ میں داخل ہو گئے ہیں اور دسمبر کے ضمنی امتحان میں شریک ہوئے ہیں۔ ادھر رئیس الجامعہ نے دوبارہ عدالت کو دھوکا دے کر ۱۴؍ دسمبر کو اخراج کا حکم واپس لیا اور ۱۵؍ دسمبر کو پھر شوکاز نوٹس جاری کر دیا ۱۵؍ دسمبر کے شوکاز کا جواب قاضی محمد سلیم صاحب کی طرف سے ۲۲؍ دسمبر کو رئیس الجامعہ صاحب کو دے دیا گیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابھی تک باقی طلباء کو داخلہ نہیں دیا گیا اور وہ بدستور خارج ہیں۔

بنوں عاقل جمعیۃ کا انتخاب

جمعیۃ طلباء اسلام بنوں عاقل ضلع سکھر کے ایک اجلاس میں سال نو کے لئے مندرجہ ذیل نئے عہدیدار منتخب ہوئے:-

صدر	عبدالحکیم صاحب
نائب صدر	امداد اللہ صاحب
ناظم اعلیٰ	سلطان عادل چوہدری
خازن	رفیق احمد صاحب

چک (ضلع سکھر) کا اجلاس

۱۵؍ نومبر ۱۹۷۳ء کو جمعیۃ طلباء اسلام چک کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب عزیز احمد سومرو (نائب صدر) منعقد ہوا۔ طلباء کی کثیر تعداد نے اس میں شرکت کی۔ جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام ایک ساتھی نے پیش کیا۔ بعد ازاں ہائی سکول کے چار طلباء نے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ ان طلباء نے کہا کہ ہم نے بہت سی تنظیموں کے اجلاس اٹینڈ کئے۔ لیکن اس قسم کا پروگرام جو صحیح اسلام کے قریب کرے کسی بھی جماعت کا نہیں آخر میں جمعیۃ طلباء اسلام چک کے سرپرست جناب میر محمد صاحب نے مختصر سا خطاب فرماتے ہوئے طلباء کو عزم و ہمت سے کام کرنے کی تلقین کی۔ جمعیۃ طلباء کے پروگرام کی تعریف کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ صحیح اور مجاہد مسلمان بننے کے لئے جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام سے بہتر کوئی پروگرام نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد دعا پر اجلاس ختم ہوا۔

جمعیۃ طلباء اسلام چونیاں کی سرگرمیاں

۱۰؍ دسمبر کو جمعیۃ طلباء اسلام چونیاں کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت جناب سید زاہد گیلانی (نائب صدر لاہور) منعقد ہوا۔ جس میں زاہد صاحب کے خطاب کے بعد مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر	حافظ مسعود الحسن
نائب صدر	محمد شریف
ناظم عمومی	جناب ذوالفقار علی کھوکھر
ناظم	" محمد اشرف جاوید
ناظم نشریات	" عبدالرحمٰن قمر
خازن	" محمد منشا بھٹی
ناظم دفتر	چوہدری عبدالوحید خاں شوکت

۲۰؍ دسمبر کو جمعیۃ طلباء اسلام چونیاں کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت حافظ عبدالقادر انوار نے کی۔ ناظم عمومی جناب ذوالفقار علی کھوکھر نے تلاوت قرآن پاک سے کارروائی کا آغاز کیا۔ حافظ عبدالقادر صاحب نے صدارتی خطبہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضہ کی سیرت پر روشنی ڈالی۔ اور اس کے بعد چونیاں کے صدر جناب حافظ مسعود الحسن نے جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام مختصر الفاظ میں پیش کیا اور انہوں نے بتلایا کہ جمعیۃ طلباء اسلام خلاف اسلام تمام تحاریک کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان عمل میں آئی ہے۔ بعد ازاں حافظ عبدالقادر صاحب کی دعا کے ساتھ اجلاس ختم ہوا۔ اور اس کے بعد حافظ مسعود الحسن کی امامت میں تمام ساتھیوں نے ظہر کی نماز ادا کی۔

حکومت پاکستان سے احتجاج

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے ارباب اقتدار سے یہ اپیل کی ہے کہ وہ لاڑکانہ میں ایک سڑک کی تعمیر کے لئے نورانی مسجد کو گرانے کا جو ارادہ کیا ہے۔ اس کو فوری طور پر ترک کیا جائے۔ اگر یہ سلسلہ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں بھی جاری ہو گیا تو اس سے بڑھ کر اس ملک کی بد قسمتی اور کیا ہو گی؟ اس سلسلہ میں اگر کوئی قدم اٹھایا گیا یا کوئی تحریک چلائی گئی تو اس کی ذمہ داری حکومت پر ہو گی۔ لہذا ہم یہ اپیل کرتے ہیں کہ اس قسم کے حربوں سے مسلمانوں کے قلوب کو مجروح نہ کیا جائے اور ملک کی سلامتی کو خطرے میں پڑنے سے بچایا جائے۔

ضلع رحیم یار خاں کا کنونشن

۱۴ و ۱۵؍ دسمبر کو ضلع رحیم یار خاں کا کنونشن رحیم یار خاں میں منعقد ہوا۔ ۱۴؍ دسمبر کو چوک سبزی منڈی میں ایک جلسہ عام زیر صدارت رانا انوار الحق صاحب باری (جنرل سیکرٹری جمعیۃ طلباء اسلام ضلع رحیم یار خاں) ہوا۔ جس میں جناب عبدالمتین صاحب چوہدری جناب رانا شمشاد صاحب اور جناب ابراہیم پراچہ نے تقاریر کیں شام کو ساڑھے چار بجے جمعیۃ طلباء اسلام کے دفتر میں طلباء کا ایک خصوصی اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں بھی مذکورہ بالا حضرات نے جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام اور طریق کار طلباء کو سمجھایا۔

۱۶؍ دسمبر کو دوپہر ۲ بجے طلباء کی ایک اور میٹنگ ہوئی۔ جس کی صدارت جناب حافظ منور حسین صاحب ضیاء نے کی۔ اس اجلاس میں رانا شمشاد علی صاحب (نائب صدر صوبہ پنجاب) نے تنظیمی امور پر ایک خصوصی خطاب کیا اور طلباء کو تنظیم کی اہمیت اور تنظیمی اصول بالتفصیل پیش کئے۔ اس طرح یہ دو روزہ کنونشن اختتام پذیر ہوا۔

مولانا ہزاروی سے لاتعلقی کا اظہار

گورنمنٹ ڈگری کالج یونین کے جائینٹ سیکرٹری جناب قاضی توحید عالم اور جمعیۃ طلباء اسلام بھکر کے ناظم نشریات حافظ رحیم بخش نے ایک مشترکہ بیان میں بعض اخبارات میں شائع ہونے والی اس خبر کی تردید کی ہے (بالخصوص ہفت روزہ الجمعیۃ راولپنڈی) کہ ان کا ہزاروی صاحب سے کوئی تعلق ہے انہوں نے کہا کہ ہمارا اس نام نہاد گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے جس کا مقصد صرف انتشار پیدا کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بدستور جمعیۃ طلباء اسلام کے رکن اور عہدیدار ہیں اور ہمیں جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی رہنماؤں جناب محمد اسلوب قریشی، سید مطلوب علی زیدی، میاں محمد عارف اور جناب جاوید پراچہ کی قیادت پر مکمل اعتماد ہے۔

بقیہ — ثقافت کے نام پر فحاشی

کے ایک رکن کرنل حبیب نے نکتہ اعتراض کے نام پر اٹھ کر کہا کہ یہ لوگ طوائفوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جبکہ طوائف کے کوٹھے سے ہی سارے آداب ملتے ہیں۔ یہ لوگ وہاں جائیں تو ان کو پتہ چلے۔ اور آداب سیکھ کر آئیں، کوٹھے پر تو انسانیت ہوتی ہے۔ پھر موصوف نے اپنی پارٹی کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں غریبوں کی مدد کے لئے موسیقی اور رقص ضروری ہے۔ کرنل حبیب نے مزید گوہر افشانی کرتے ہوئے کہا۔ میں بتیس سال تک میوزک ڈانس کے ساتھ رہا ہوں۔ جو میوزک نہیں جانتا وہ پاک آدمی بن نہیں سکتا۔ اگر پاکستان کے غریبوں کی مدد کرنی ہے تو پہلے میوزک سیکھو۔ گانے، دیپک راگ سمجھنے کی کوشش کرو۔

احمد رضا قصوری اور راؤ خورشید علی نے پوچھا کہ جن آداب کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ وہ کوٹھے پر سیکھے گئے ہیں۔ اور کیا ان کی پارٹی نے تمام آداب کوٹھے سے سیکھے ہیں؟

کرنل حبیب کے اس انداز بیان سے سرکاری پارٹی کی ایسی قراردادوں کے بارے میں ذہنیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور اسمبلی کے نازک ماحول کا بھی۔ اور یہ بھی کہ علماء حق کیسے کٹھن اور روح فرسا ماحول میں فریضہ اعلاء کلمۃ الحق ادا کر رہے ہیں۔ کرنل حبیب اور اس جیسے بعض مقررین کے ایسے ریمارکس کو پڑھ کر پی پی سے متعلق بعض صاحب درد مسلمان بھی چلا اٹھے اور ممبر موصوف کو حلقہ انتخاب کے اکثر پارٹی کے عہدہ داروں نے اخبارات میں ان سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا اور ایسے شرمناک انداز کی مذمت کی۔

حضرت مولانا مدظلہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ میں اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد کا مقصد کوئی سیاسی ہے۔ صرف مسلمانوں کی آپ کی اور سب کی ہمدردی ہے تاکہ خدائے بزرگ و برتر ہماری قوم پر رحم کرے اور خدا کی مدد شامل حال ہو، میں ایک ایک منکر اور دواعیٔ منکرات کو دل سے ہٹانا چاہتا ہوں۔ اس لئے ایسی قرارداد پیش کی جا رہی ہیں ابھی پچھلے ہفتے ایک شخص نے شادی پر ایک ڈانسر عورت کو ۵۰ ہزار روپے دے کر لاہور سے بلوایا۔ اگر وہ پچاس ہزار روپے غریبوں پر لگا دیئے جاتے تو کتنا اچھا ہوتا تو اگر سرکاری سرپرستی میں ایسے کام نہ ہوں۔ سرکاری طاقت اس کی سرپرستی نہ کرے اور حوصلہ شکنی نہ کرے تو یہ چیز بہ ختم ہو سکتی ہیں۔ اتنی سی بات ہے۔ اب اگر جناب سپیکر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اس پر رائے شماری کرا لیجئے۔ تاکہ مسئلہ زیر بحث ختم ہو جائے۔

مولانا سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ صوبہ سندھ کے دورہ ضلع خیرپور کی رپورٹ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

قصۂ دار و منصور دہرائینگے

الحاج سید امین گیلانی

کون کہتا ہے، ہم مات کھا جائینگے
جان پر کھیل کر بات منوائیں گے
گولیاں کھائیں گے خون چھڑکائینگے
ہم "پھریرا" مگر حق کا لہرائینگے
ہم تو مرنے کی دھن میں اٹھے ہیں مگر
نام قاتل کا بدنام کر جائینگے
ظالمو! سوچ لو، ہم وہ مظلوم ہیں
ہم جو تڑپے تو دنیا کو تڑپائینگے
جن میں ہمت نہیں راستہ چھوڑ دیں
جن میں ہمت ہے ظالم سے ٹکرائینگے
بندگان غرض پر تمہیں ناز ہے
گیت کل یہ کسی اور کا گائینگے
ہم تو خوش ہیں اس دور میں ہم اگر
قصۂ دار و منصور دہرائینگے

مولانا مفتی محمود کی سیاست

نورالحق قریشی کے قلم سے

بقیہ — احکام عید الاضحیٰ

(۱۸) چرم قربانی یا اس کی قیمت کسی معاوضہ میں دینا امام و مؤذن کو بسبب اس کی امامت و اذان کے دینا درست نہیں ہے اور طالب علم دین اس کے بہترین مصرف ہیں کہ اس میں دوہرا ثواب ہے۔ صدقہ کا اور اشاعت علم دین کا۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ الصدقۃ المسکین صدقۃ وھی علی ذی الرحم اثنتان صدقۃ وصلۃ۔ طالبانِ علم دین کی مدارات اور ان کے ساتھ ہر قسم کا سلوک کرنے کا حکم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید فرمایا ہے۔ وعن ابی سعیدؓ الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الناس لکم تبع وان رجالا یاتونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فستوصوا بھم خیرا (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ تمام آدمی تمہارے تابع ہیں اور اطراف عالم سے تمہارے پاس بہت سے آدمی علم دین سیکھنے اور دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لئے آئیں گے سو وہ جب تمہارے پاس آئیں تو میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔

علم و تحقیق

از مولانا عبدالشکور ترمذی
ساہیوال ضلع سرگودھا

اسلام میں سزائے ارتداد

(قسط نمبر ۲)

..... کیا یہ احکام لا اکراہ فی الدین کے خلاف ہیں؟

تفسیر مذکور سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اس آیت میں جس اکراہ اور جبر کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد دین اسلام کے قبول کرنے میں جبر و اکراہ ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو دین اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا مگر اس کا یہ مطلب سمجھنا درست نہیں ہے، کہ "قرآن کریم" اپنے پیروؤں کو بھی بجبر کچھ نہیں منواتا جیسا کہ مضمون نگار نے سمجھ لیا ہے۔

اگر جبر و اکراہ کی نفی کا یہ مطلب لیا جائے کہ جو شخص اپنے اختیار سے اسلام کو قبول کرے تو اب اس پر کسی بات کے لئے بھی جبر نہیں کیا جائے گا اور اسلام کے قبول کر لینے کے بعد اس کو ہر قسم کی آزادی کی ضمانت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کے بعد کفر کو اختیار کرنے پر بھی اس سے دار و گیر نہیں کی جا سکتی پھر تو کسی بھی جرم کے ارتکاب پر سزا کا نافذ کرنا جبر و اکراہ کی نفی کے خلاف ہوگا، حالانکہ یہ مطلب بالبداہت غلط اور باطل ہے کیونکہ اس سے تو لازم آتا ہے کہ قتل، زنا، چوری وغیرہ پر جن سزاؤں کا قرآن و حدیث میں ثبوت ملتا ہے، ان سزاؤں کا نفاذ اور اجراء بھی جبر و اکراہ میں شمار کیا جائے اور ان سزاؤں کے خوف سے جو لوگ جرائم پر اقدام نہیں کرتے وہ بھی جرائم کے نہ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اسی طرح حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے اور نماز روزہ وغیرہ فرائض کے ادا نہ کرنے پر کسی قسم کی سزا کا تجویز کرنا بھی جبر و اکراہ میں داخل ہو جائے گا اور حقوق زوجیت وغیرہ کے ادا نہ کرنے کی صورت میں بھی کسی کو مطالبہ کرنے کا حق نہیں رہے گا اور نہ اس پر کسی طرح کی سزا مقرر کرنا جائز ہوگا اور یہ کہہ دیا جائے گا کہ "قرآن اپنے پیروؤں کو بھی بجبر کچھ نہیں منواتا"۔ اس لئے حقوق اللہ یا حقوق العباد کے ترک کرنے اور اس میں کوتاہی کرنے پر اگر سزا تجویز کر دی گئی تو ان حقوق کی ادائیگی پر جبر و اکراہ لازم آ کر لا اکراہ فی الدین کے خلاف ہو جائے گا۔ تو کیا اب قاتلوں، زانیوں اور شرابیوں چوروں کو بھی کھلی چھٹی دے دی جائے گی اور ان پر کوئی سزا تجویز نہیں کی جائے گی۔ اور نماز روزہ اور حقوق اللہ نیز حقوق العباد کے ترک کرنے پر بھی کسی کی دار و گیر نہیں کی جائے گی۔ آیت میں جبر و اکراہ کی نفی کا یہ مطلب کیا کسی بھی عاقل کے نزدیک درست ہو سکتا ہے اور کیا کوئی بھی دنیوی قانون اور حکومت اس قسم کی کھلی چھٹی دے سکتی ہے؟

مرتد کی سزا بھی لا اکراہ فی الدین کے خلاف نہیں

اگر جرم قتل اور جرم زنا وغیرہ کی سزا کو جبر و اکراہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا تو جرم ارتداد اور ترک اسلام کی اسی سزا کو جبر و اکراہ کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ جس طرح یہ سزائیں ان افعال اختیاریہ پر مرتب ہوتی ہیں اسی طرح ارتداد اور اسلام کے بعد اس کے انکار و کفر کو اپنے اختیار سے قبول کرنے۔ کا نتیجہ سزائے قتل کی صورت میں مرتد پر مرتب ہوتا ہے اور اس کو وہ اپنے اختیار سے برداشت کرتا ہے۔

سزائے ارتداد اور حد زنا و قصاص میں فرق!

غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ سزائے ارتداد اور حد زنا اور قصاص میں یہ بھی فرق ہے کہ حد زنا اور قصاص سے بچنا زانی اور قاتل کے اختیار سے خارج ہو جاتا ہے اور مرتد کو سزائے قتل سے بچنے کا اختیار و قدرت حاصل رہتی ہے۔ اگر وہ چاہے تو ارتداد سے توبہ کر کے سزائے قتل سے بچ سکتا ہے۔ لیکن زانی اور قاتل کے اختیار میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ حد زنا اور قصاص سے خود کو بچا لے۔

اب اگر مرتد کفر کو اختیار کر کے اس کے نتیجہ سزائے قتل کو اختیار کرتا ہے تو یہ اس کا اپنا اختیاری فعل ہے، اس پر وہ مجبور نہیں ہے اسی طرح اگر وہ توبہ کر کے اسلام کو قبول کر لیتا ہے تو یہ بھی اس کا اختیاری فعل ہے اس پر بھی وہ مجبور نہیں ہے۔

غلط فہمی

ارتداد کی سزائے قتل کو اکراہ میں داخل کرنے والوں کو در اصل یہ غلط فہمی ہو رہی ہے کہ وہ اس سزا کو اسلام پر مجبور کرنے کے لئے سمجھ رہے ہیں اور جب انہوں نے یہ دیکھا کہ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں مرتد پر یہ سزا جاری کر دی جاتی ہے تو اس سے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ سزا اسلام کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے دی جا رہی ہے حالانکہ یہ سزا تو اس پر ترک اسلام کے نتیجہ کے طور پر مرتب ہو رہی ہے اور اس کے جرم ارتداد کا یہ خمیازہ اس کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

البتہ اس نتیجہ کے ترتب سے بچنے کا اس کے لئے ایک راستہ قبول اسلام کھلا ہوا ہے۔ ارتداد کے بعد مرتد کو اسلام کی مہلت اس کو زبردستی اسلام میں داخل کرنے کے لئے نہیں دی جاتی بلکہ خیر خواہانہ مشورہ کے طور پر اس کو سزائے ارتداد سے بچنے کا ایک راستہ دکھلایا جاتا ہے

غرضیکہ ترکِ اسلام کے بعد دوبارہ اسلام قبول کر لینا جرم ارتداد کی سزا سے بچنے کی ایک تدبیر ہے۔ اور اس نتیجہ کے ترتب سے مانع ہے جو ترک اسلام کے بعد اس پر مرتب ہونے والا ہے اور جس کا یہ جرم ارتداد سے ہی مستحق ہو چکا ہے، لیکن جب وہ اپنے بچاؤ کی تدبیر نہیں کرتا تو جرم ارتداد کی سزا کا اس پر ترتب ہو جاتا ہے اور ارتداد کا خمیازہ اس کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اب اس سے یہ سمجھ لینا کہ تلوار کے زور سے اس کو قبول اسلام پر مجبور کیا جاتا ہے کس قدر غلط فہمی ہے۔

اگر جرم ارتداد پر مہلت دیئے بغیر ہی اس کی سزا کو جاری کر دیا جایا کرتا یا مرتد کا دوبارہ قبول اسلام نا مقبول اور غیر معتبر قرار پاتا، تب بھی اس پر کسی اعتراض کا موقع نہیں تھا کیونکہ جرائم کے ارتکاب کے بعد توبہ کر لینے سے دنیوی حدود ساقط نہیں ہوا کرتیں، یہ سہولت حد ارتداد کے نفاذ میں ہی دی گئی ہے کہ جرم ارتداد کے بعد توبہ کر لینے اور رجوع الاسلام کی وجہ سے اس کی دنیوی سزا کو ساقط کر دیا جاتا ہے۔ اگر دین میں جبر و اکراہ کی نفی کا یہ مفہوم صحیح ہو کہ دین میں کسی بات پر بھی جبر و اکراہ نہیں کیا جاتا تو پھر قتل اور ڈکیتی وغیرہ کی ان سزاؤں کو بھی اس مفہوم کے خلاف کہا جائے گا، جن کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہو رہا ہے کیونکہ ارتداد کی سزا کی بہ نسبت ان سزاؤں کا اس مفہوم کے خلاف ہونا زیادہ واضح ہے اس لئے کہ ان سزاؤں سے خود کو بچانے کا کوئی اختیار مستحق سزا کو نہیں دیا جاتا اور سزا کے برداشت کرنے پر اس وقت وہ مجبور محض ہوتا ہے بخلاف سزائے ارتداد کے کہ اس کا مستحق اگر چاہے تو اس کی سزا سے خود کو بچا لینے کا اختیار اس کو دیا جاتا ہے جیسا مفصل گذر چکا ہے (باقی)